شیعہ فقہی قواعد

مرتبہ: سید جہانزیب عابدی

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّهُمَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّد وعَجِّلْ فَرَجَهُم

انتساب

یہ کتاب
ان عظیم شخصیات کے نام
جنہوں نے علم کے چراغ جلائے اور دلوں کو روشنی بخشی۔

میرے والدین کے نام،
جن کی دعاؤں، تربیت، اخلاص اور علم دوستی نے مجھے علم کی جانب مائل رکھا۔
انہوں نے مجھے نہ صرف زندگی دی بلکہ جینے کا سلیقہ،
اور علم سے محبت سکھائی۔

میرے خانوادے کے اُن بزرگوں،
اساتذہ، اہلِ علم و تقویٰ اور صالحین کے نام،
جن کی علمی میراث، فکری دیانت، اور روحانی اثرات
آج بھی میرے دل و دماغ میں چراغاں کیے ہوئے ہیں۔

یہ عاجزانہ کاوش،
اُن سب کے لیے نذر ہے
جنہوں نے مجھے قلم، فکر اور ذمہ داری کا شعور بخشا۔

سید جہاں زیب عابدی

فہرست عناوین

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے پاک و مطہر اہل بیتؑ پر درود و سلام کے بعد، یہ عاجزانہ کاوش "فقہی قواعد" کے عنوان سے ایک ایسے موضوع پر پیش کی جا رہی ہے جس کی فقہِ اسلامی میں نہایت اہم اور بنیادی حیثیت ہے۔ فقہی قواعد در حقیقت وہ کلی اصول ہیں جن کے ذریعے مختلف جزئی احکام کو سمجھنا، ان کی تطبیق کرنا، اور نئے پیش آنے والے واقعات میں شرعی موقف متعین کرنا ممکن ہوتا ہے۔ یہ قواعد نہ صرف مجتہدین کے لیے اجتہاد کا ستون ہیں بلکہ طلاب علم اور دین کو سنجیدگی سے سمجھنے والے ہر فرد کے لیے دینی بصیرت کی ایک ناگزیر کلید ہیں۔

اس کتاب کا مقصد ان فقہی قواعد کو آسان، مختصر اور واضح انداز میں پیش کرنا ہے تاکہ قاری ان سے استفادہ کر سکے چاہے وہ ابتدائی سطح پر ہو یا متوسط درجہ کے علم کا حامل۔ ہر قاعدہ کے ساتھ ایک سادہ مثال دی گئی ہے جو قاعدے کی عملی تطبیق کو واضح کرتی ہے، اور ساتھ ہی اس کا فقہی مصدر بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ طالب علم یہ جان سکے کہ یہ قاعدہ کس دینی بنیاد پر قائم ہے — آیا وہ قرآن مجید، سنت معصومؑ، عقل، سیرت عقلاء، اجماع یا استقراء فقہی سے ماخوذ ہے۔

اس کتاب کی تالیف میں کوشش کی گئی ہے کہ فقہ کے مختلف ابواب جیسے عبادات، معاملات، حدود، احوال شخصیہ، حکومت و قضاء وغیرہ کو محیط قواعد کو ترتیب وار بیان کیا جائے، تاکہ قاری کو علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فقہی بصیرت، دینی اصولوں کا فہم، اور شریعت کی روح تک رسائی حاصل ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ کتاب نہ صرف حوزاتِ علمیہ کے طلاب بلکہ عصری جامعات میں دینی و قانونی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ، اساتذہ، اور عام دیندار طبقے کے لیے بھی مفید ثابت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خلقِ خدا کے لیے نافع علم کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ

فقہی قواعد جاننا کیوں ضروری ہیں؟

فقہی قواعد (قواعد فقہیہ) اسلامی فقہ کا وہ قیمتی سرمایہ ہیں جو اجتہادی استنباط کو ایک مربوط، اصولی اور منظم سمت عطا کرتے ہیں۔ یہ قواعد درحقیقت وہ کلی اصول ہوتے ہیں جو مختلف ابوابِ فقہ (مثلاً عبادات، معاملات، احوال شخصیہ، حدود و قصاص وغیرہ) میں متفرق جزئیات کو ایک اصولی بنیاد پر منظم کرتے ہیں۔ فقہی قواعد کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ یہ فقہی فہم کو سطحی نقل یا ظاہری تقلید سے نکال کر عقل، اصول اور دلیل کی روشنی میں اجتہادی درک کی سطح تک لے آتا ہے۔ ان قواعد کے ذریعے فقہ کا طالب علم یا مجتہد درجنوں بلکہ سیکڑوں احکامِ فرعیہ کا ایک ہی قاعدے کی بنیاد پر تجزیہ اور تطبیق کر سکتا ہے۔

مثلاً قاعدہ "لا ضرر" ہمیں یہ اصول دیتا ہے کہ شریعت ہر اس حکم کو ساقط کر دیتی ہے جو ضرر و اذیت کا باعث بنے۔ اب اس ایک اصول کو استعمال کر کے ہم وضو، روزہ، حج، یا کسی مالی ذمہ داری جیسے احکام میں ایسے موارد کو سمجھ سکتے ہیں جہاں نقصان کی صورت میں حکم تبدیل یا ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قاعدہ "الناس مسلطون علی أموالهم" شخصی ملکیت، تصرف، اور معاہدات میں آزادی کا اصول فراہم کرتا ہے جس پر تمام مالی اور تجارتی فقہ کی ایک بڑی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔

فقہی قواعد کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ احکامِ شریعت کو وقت، مکان، عرف اور بدلتے حالات کے مطابق سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے جو براہ راست قرآن و سنت میں موجود نہیں، تو مجتہد ان اصولی قواعد کو بنیاد بنا کر اس واقعے پر حکم لگاتا

ہے۔ اس طرح فقہ جامد نہیں رہتی بلکہ زندہ، متحرک اور ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرنے والی شریعت کی نمائندہ بنتی ہے۔

ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ فقہی قواعد مجتہد کے لیے اجتہاد کا آلہ ہیں، جبکہ عوام کے لیے اپنے دین کو گہرائی سے سمجھنے کا ذریعہ۔ اگر عام مسلمان ان قواعد کی بنیادی سمجھ رکھتا ہو تو وہ احکامِ شریعت میں غلو یا جمود کا شکار نہیں ہوتا، بلکہ نرمی، توازن اور حکمت کے ساتھ دینی امور کو سمجھتا اور عمل کرتا ہے۔ ایسے شخص کو جب کسی مسئلہ میں مختلف اقوال ملیں تو وہ ان کے پیچھے اصولی بنیاد تلاش کر کے بہتر موقف اختیار کر سکتا ہے۔

فقہی قواعد دین کی روح، مقاصدِ شریعت، اور شریعت کی حکیمانہ ترتیب کو ظاہر کرنے والے اصول ہیں۔ یہ فقط حفظ کرنے کی چیزیں نہیں بلکہ تدبر، فہم، عقل اور تقویٰ کے ساتھ سمجھی جانے والی وہ بنیادیں ہیں جو فقہ کو علم و بصیرت کی ایک مستقل روشنی عطا کرتی ہیں۔ ان قواعد کا فہم درحقیقت ایک ایسا فقہی شعور عطا کرتا ہے جو صرف حکم جاننے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ حکم کے پس منظر، علت، مصلحت، اور دائرۂ عمل کو بھی سمجھنے کی صلاحیت دیتا ہے، جو ایک باشعور مؤمن کے لیے نہایت ضروری ہے۔

مشہور ترین فقہی قواعد کی تعداد

فقہی قواعد (قواعد فقہیہ) کی کوئی **قطعی اور حتمی تعداد** نہیں ہے، کیونکہ یہ قواعد مختلف فقہا نے مختلف انداز سے جمع کیے ہیں اور ان کی تفصیل کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ کن اصولوں کو "قاعدہ فقہیہ" شمار کیا جائے اور کن کو اصولی یا فروعی مسئلہ مانا جائے۔ تاہم شیعہ فقہ میں **مشہور، متداول اور معتمد فقہی قواعد** کی تعداد **30 سے 50** کے درمیان مانی جاتی ہے، جبکہ بعض فقہانے **100 سے زائد قواعد** بھی ذکر کیے ہیں۔

شیعہ فقہ میں جو فقہی قواعد مشہور اور اکثر کتب میں ذکر ہوتے ہیں، ان کی تعداد درج ذیل انداز میں بیان کی جاسکتی ہے:

1. **20 سے 30 بنیادی قواعد** جو تقریباً تمام مجتہدین کے ہاں مسلم ہیں اور اکثر فقہی مسائل میں استعمال ہوتے ہیں۔
2. **50 کے قریب قواعد** جو متوسط کتبِ قواعد فقہیہ میں بیان ہوتے ہیں جیسے:
   - القواعد الفقهية از آیت اللہ محمد باقر ایروانی
   - القواعد الفقهية از شیخ مرتضیٰ انصاری
   - نهاية الدراية از آیت اللہ خوئیؒ
   - كتاب القواعد الفقهية از آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی
3. **100 یا اس سے زائد قواعد** جب فقہی اصول، فروعی تطبیقات، اور اصولی قواعد بھی اس میں شامل کیے جائیں۔

مشہور قواعد کی چند مثالیں:

- قاعدہ لا ضرر ولا ضرار
- قاعدہ لَا حَرَجَ
- قاعدہ الطهارة
- قاعدہ الحلية
- قاعدہ الإباحة
- قاعدہ الید
- قاعدہ ما یضمن بصحیحه یضمن بفاسدہ
- قاعدہ التجاوز
- قاعدہ الفراغ
- قاعدہ القرعة
- قاعدہ الطهارة من الحدث
- قاعدہ الاستصحاب
- قاعدہ الاشتغال
- قاعدہ البراءة
- قاعدہ التسلط (الناس مسلطون على أموالهم)
- قاعدہ الغرر
- قاعدہ التعدی و التفریط

- قاعدہ ضمان الید
- قاعدہ الإتلاف
- قاعدہ الجبّ
- قاعدہ نفی السبیل
- قاعدہ حرمة الإعانة علی الإثم

اگر صرف **مشہور قواعد** کی بات کریں تو تعداد **30 تا 50** کے درمیان ہے، اور اگر **تمام مشتقات و فروع** شامل کیے جائیں تو **100** سے **زائد** قواعد بن سکتے ہیں۔ ان میں بعض اصولی قواعد (جیسے استصحاب، برائت، احتیاط) اور بعض فقہی قواعد (جیسے لاضرر، تسلط) ہیں۔ لہٰذا فقہی قواعد کی تعداد "نسبی" ہے اور موضوعاتی حد بندی پر موقوف ہے۔

فقہی قواعد کی تشکیل کے مصادر

فقہی قواعد (قواعد فقہیہ) کی تشکیل اور ان کی حجیت کے مصادر و منابع فقہ اسلامی کی اساس میں بہت اہم اور دقیق مقام رکھتے ہیں۔ شیعہ اثنا عشری فقہ کے مطابق فقہی قواعد کی بنیاد درج ذیل مصادر اور اصول پر ہوتی ہے:

1. قرآن مجید

قرآن مجید اسلامی شریعت کا سب سے بنیادی اور قطعی ماخذ ہے۔ فقہی قواعد کی جڑیں اکثر قرآنی آیات میں موجود اصولوں سے اخذ کی جاتی ہیں، مثلاً:

- لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:286) سے قاعدہ "نفیِ عسر و حرج"
- فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (البقرہ: 173) سے قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات"

2. سنت (قول، فعل اور تقریر معصومؑ)

معصومینؑ سے مروی احادیث و روایات فقہی قواعد کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ ان روایات سے عمومی اصول اخذ کیے جاتے ہیں، مثلاً:

- امام صادقؑ سے روایت :كل شيء لك حلال حتى تعلم أنه حرام بعينه اس سے قاعدہ أصالة الإباحة یعنی ہر چیز اپنی اصل میں مباح ہے، اخذ ہوتا ہے۔

3. اجماع

اگرچہ شیعہ فقہ میں اجماع صرف اس وقت حجت ہوتا ہے جب وہ "کشف از قول معصومؑ" کرے، یعنی معصومؑ کی رائے کو ظاہر کرے، لیکن فقہی قواعد میں بعض عمومی اصول اجماعی طور پر مسلم ہو جاتے ہیں جیسے "لاضرر ولا ضرار"۔

4. عقل

شیعہ فقہ میں عقل ایک مستقل ماخذ ہے بشرطیکہ وہ قطعی ہو۔ اگر عقل کسی قاعدے کو قطعی طور پر حق اور باطل میں تمیز دے، تو وہ قاعدہ شرعاً حجت قرار پاتا ہے۔ جیسے:

- الاحتياط لا يترك في مواضع العلم الاجمالي یعنی جہاں علم اجمالی ہو، وہاں احتیاط واجب ہے۔

5. سیرت عقلاء

بعض قواعد ایسے عمومی انسانی رویوں یا عرفی سلوک سے اخذ ہوتے ہیں جو عقلاء عالم کے ہاں قابلِ قبول ہوں، اور شریعت نے انہیں رد نہ کیا ہو۔ جیسے:

- قاعدہ الید (جس کے مطابق جس کے قبضے میں کوئی چیز ہو، اس کی ملکیت تسلیم کی جاتی ہے)۔

6. استقراء فقہی اور اصولی اجتہاد

فقہا متعدد مسائل میں روایات، آیات اور فقہی فتاویٰ کا مجموعی استقراء کرتے ہیں اور ان سے اصول استخراج کرتے ہیں۔ مثلاً فقہاء نے سینکڑوں مسائل کو دیکھ کر قاعدہ "ما يضمن بصحيحه يضمن بفاسده" مرتب کیا ہے کہ جو چیز صحیح عقد سے ضمان رکھتی ہے، فاسد عقد میں بھی اس کا ضمان لازم ہو گا۔

.7 قواعد اصولیہ و عملیہ

کچھ قواعد اصولِ فقہ سے اخذ ہوتے ہیں جیسے:

- الاستصحاب (جس چیز کا حکم پہلے تھا وہ شک کی حالت میں بھی باقی رہے گا)
- البراءة (جب تک کسی چیز کی حرمت کا علم نہ ہو، وہ مباح سمجھی جائے گی)

فقہی قواعد قرآن، سنتِ معصومینؑ، عقل، اجماع، سیرتِ عقلاء، اور اصولِ فقہ سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ یہ قواعد ایک مجتہد کو عملی مسائل میں رہنمائی دیتے ہیں جب وہ نصوص کے ظاہر سے کسی حکم کو براہِ راست اخذ نہ کر سکے، یا جب مسائل نئی نوعیت اختیار کریں، جیسے اضطرار، تَعارُض، یا عدمِ علم کی صورت میں۔ فقہی قواعد شریعت کے روحانی و اجتماعی مقاصد (مقاصد الشریعہ) سے ہم آہنگ اصولی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں تاکہ شریعت، ہر دور اور ہر مقام میں قابلِ تطبیق رہ سکے۔

فقہی قواعد کی تفصیل

ذیل میں 300 سے زائد فقہی قواعد پیش کیے جا رہے ہیں، ہر قاعدہ کے ساتھ مختصر تشریح، قاعدے کا مصدر اور مثال بھی دی جائے گی۔

---

1. قاعدہ لا ضرر ولا ضرار

یہ قاعدہ کہتا ہے: "نہ خود کو نقصان پہنچانا جائز ہے، نہ دوسروں کو"۔ مثال: اگر کسی کے وضو سے پاؤں دھونا بیماری کا باعث بنے تو تیمم کیا جا سکتا ہے۔

مصدر: قاعدہ "لاضرر ولا ضرار" کا اصل مصدر **سنت** ہے، کیونکہ یہ جملہ **نبی اکرمؐ کی مشہور حدیث** کے طور پر متعدد طرق سے منقول ہے اور فقہاء نے اسے متواتر یا مستفیض مانا ہے۔ نیز اس قاعدے کی تائید **عقل** اور **سیرت عقلاء** سے بھی ہوتی ہے، لیکن اس کی بنیاد primarily حدیث نبویؐ ہے۔

2. قاعدہ لا حرج

اسلامی احکام ایسے حالات میں ساقط ہو سکتے ہیں جب ان پر عمل کرنا شدید مشقت یا حرج کا باعث ہو۔

مثال: بیمار شخص رمضان میں روزہ نہ رکھے۔

مصدر: قاعدہ "لا حرج" کا اصل مصدر **قرآن مجید** ہے، جیسا کہ سورہ حج (22:78) میں ارشاد ہے" : وما جعل علیکم فی الدین من حرج ."اس کی تائید **سنت** اور **عقل** سے بھی ہوتی ہے، لیکن بنیادی طور پر یہ قاعدہ قرآنی نص پر مبنی ہے۔

3. قاعدہ ما یضمن بصحیحہ یضمن بفاسدہ

جس معاملے میں صحیح عقد کے ساتھ ضمان (ذمہ داری) لازم آتی ہے، وہ فاسد ہونے کی صورت میں بھی لازم رہے گی۔

مثال: کرایہ پر دی گئی چیز اگر تلف ہو جائے تو اس کا بدل ادا کرنا ہوگا، چاہے عقد فاسد ہو۔
مصدر: قاعدہ "**ما یضمن بصحیحہ یضمن بفاسدہ**" کا اصل مصدر **استقراء فقہی** ہے، یعنی فقہی ابواب میں متعدد موارد کی جمع و تحلیل سے اس قاعدے کا استخراج ہوا ہے۔ یہ قاعدہ نہ قرآن کی آیت ہے، نہ حدیث صریح، بلکہ فقہاء نے اسے فقہی رویے کے تدریجی تجزیے سے اخذ کیا ہے۔

4. قاعدہ الطہارۃ

ہر چیز کو پاک سمجھا جائے گا جب تک اس کے ناپاک ہونے پر دلیل نہ ہو۔
مثال: کپڑا اس وقت تک پاک ہے جب تک یقین نہ ہو کہ ناپاک ہے۔
مصدر: قاعدہ **الطہارۃ** کا اصل مصدر **قواعد اصولیہ و عملیہ** میں سے ہے، خاص طور پر یہ **اصل**

البراءة(برائت عملی) کی ایک شاخ ہے جو اصول فقہ میں مشہور ہے۔ یعنی جب نجاست پر کوئی یقینی دلیل نہ ہو تو اصل طہارت کا حکم دیا جاتا ہے۔

5. قاعدہ الإباحة

ہر چیز اصل میں مباح ہے جب تک اس کی حرمت پر دلیل نہ ہو۔
مثال: نئی ایجاد کردہ غذائیں مباح سمجھی جاتی ہیں جب تک ان کی حرمت ثابت نہ ہو۔
مصدر: یہ قاعدہ "أصل الإباحة" (اصل اباحت) پر مبنی ہے جو اصول فقہ کے قواعد عملیہ میں شمار ہوتا ہے۔ جب تک کسی چیز کی حرمت پر دلیل نہ ہو، شریعت اسے مباح سمجھتی ہے۔

6. قاعدہ الید

جس کے قبضے میں کوئی چیز ہو، وہ اس کا مالک سمجھا جاتا ہے جب تک خلاف ثابت نہ ہو۔
مثال: اگر کسی کے ہاتھ میں کتاب ہو تو وہی اس کا مالک ہے جب تک کوئی اور دعویٰ نہ کرے۔

مصدر: سیرت عقلاء اور سنت (تقریر معصومؑ): یہ قاعدہ عرف عام اور عقلاء کی سیرت پر مبنی ہے، جسے معصومینؑ کی تقریری سنت نے قبول کیا ہے۔ قبضہ کو ملکیت کی دلیل ماننا ایک عقلی اور سلوکی رویہ ہے جس پر شریعت نے سکوت اختیار کیا۔

6. قاعدہ لزوم العقد

ہر عقد (معاہدہ) لازم ہوتا ہے اور یک طرفہ طور پر فسخ نہیں کیا جاسکتا سوائے شرعی موارد کے۔

مثال: خرید و فروخت کا معاہدہ یک طرفہ طور پر ختم نہیں ہو سکتا۔

مصدر: قرآن مجید اور سیرت عقلاء

سورہ مائدہ کی آیت " :أوفوا بالعقود "سے اس قاعدے کی قرآنی تائید ملتی ہے، جب کہ عرف عقلاء میں معاہدات کو لازم مانا جاتا ہے اور یہ شریعت میں معصومینؑ کے ذریعے تائید یافتہ ہے۔

7. قاعدہ الغرر

ایسا معاملہ جس میں دھوکہ یا غیر یقینی ہو، باطل ہوتا ہے۔

مثال: بغیر دیکھے یا بغیر وضاحت کے چیز خریدنا۔

مصدر: سنت (قولِ معصومؑ) اور سیرت عقلاء

نبی اکرمؐ کی مشہور حدیث ہے " : نهى النبي عن بيع الغرر ." اس سے یہ قاعدہ مستند ہے۔ نیز عقلاء بھی دھوکہ دہی والے معاملے کو فاسد سمجھتے ہیں۔

8. قاعدہ نفی السبیل

کافروں کو مؤمنین پر تسلط حاصل نہیں ہونا چاہیے۔

مثال: ایسے سودی معاہدے یا قرض جن سے مؤمن مالی طور پر مغلوب ہو جائے، منع ہیں۔

مصدر: قرآن مجید

یہ قاعدہ سورہ نساء کی آیت 141 سے ماخوذ ہے" :ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا ." اس آیت سے فقہاء نے اصولی طور پر کفار کی بالادستی کے نفی کا قاعدہ اخذ کیا ہے۔

10. قاعدہ تقیید المطلق بالمقید

جب دو حکم ہوں: ایک مطلق اور ایک مقید، تو مقید حکم مطلق پر مقدم ہو گا۔

مثال: اگر ایک روایت کہے "غلام آزاد کرو"، اور دوسری کہے "مؤمن غلام آزاد کرو"، تو دوسری روایت مقدم ہو گی۔

مصدر: اصولی اجتہاد (قواعد الفقہ الاستنباطی)

یہ قاعدہ اصول فقہ کی استنباطی بحثوں سے لیا گیا ہے، جہاں اصولیین مطلق و مقید روایات کے درمیان تطبیق کا اصول بیان کرتے ہیں۔ یہ استنباط کا اصولی قاعدہ ہے جس پر تمام فقہاء کا عمل ہے۔

11. قاعدہ التجاوز

عبادت کے کسی حصے سے آگے بڑھنے کے بعد اگر شک ہو کہ وہ حصہ درست انجام پایا یا نہیں، تو اس کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔

مثال: نماز میں رکوع کے بعد شک ہو کہ سجدہ کیا یا نہیں، تو سجدہ کو انجام دیا ہوا فرض کیا جائے گا۔

مصدر: سنت (قول و تقریر معصومؑ) اور قواعد عملیہ

یہ قاعدہ معتبر روایات سے مستند ہے، جیسا کہ امام صادقؑ سے روایت ہے: "کل ما شککت فیه بعد تجاوز فامضه"۔ اصول فقہ میں یہ قاعدہ قاعدۂ عملی کے طور پر تسلیم شدہ ہے۔

12. قاعدہ الفراغ

جس عمل کو مکمل کیا جا چکا ہو اور بعد میں شک ہو کہ وہ صحیح ہوا یا نہیں، تو اسے صحیح فرض کیا جائے گا۔

مثال: وضو مکمل کرنے کے بعد شک ہو کہ چہرہ دھویا تھا یا نہیں، تو دھونا صحیح فرض کیا جائے گا۔

مصدر: سنت (قولِ معصومؑ) اور قواعد عملیہ

اس کی بنیاد امام صادقؑ اور دیگر ائمہؑ کی متعدد روایات پر ہے جن میں فرمایا گیا کہ جب عمل مکمل ہو جائے تو شک کی پروا نہ کرو۔ اصولی طور پر یہ قاعدہ عقل و فقہ دونوں میں معتبر ہے۔

13. قاعدہ القرعة

جب شرعی فیصلہ دیگر ذرائع سے ممکن نہ ہو، تو قرعہ (قرعہ اندازی) کے ذریعے فیصلہ کیا جائے گا۔

مثال: دو افراد ایک لاوارث مال کے مالک ہونے کا دعویٰ کریں اور کوئی دلیل نہ ہو، تو قرعہ ڈالا جائے گا۔

مصدر: سنت (قول و فعلِ معصومؑ)

یہ قاعدہ امام علیؑ، امام صادقؑ اور نبی اکرمؐ سے منقول متعدد روایات پر مبنی ہے جیسے "القرعة لكل أمر مشكل"۔ فقہاء نے اس کو استثناء کے طور پر اختیار کیا ہے جب تمام ظاہری دلائل ناکافی ہوں۔

14. قاعدہ لا تعاد فی الصلاة

نماز میں بعض اجزاء کا ترک کرنا اگر نسیان سے ہو جائے، تو اس پر نماز دوبارہ نہیں پڑھنی ہوتی، جب تک وہ رکن نہ ہو۔

مثال: قنوت یا سورہ بھول جانا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

مصدر: سنت (قولِ معصومؑ)

امام محمد باقرؑ کی حدیث ہے: "لا تعاد الصلاة الا من خمس"۔ اس قاعدے کی بنیاد معتبر احادیث پر ہے جو نماز کے ترک شدہ غیر رکنی اجزاء کے عدمِ اعادے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

15. قاعدہ نفی العسر و الحرج فی الوضؤ و الغسل

وضو یا غسل میں مشقت ہو تو تیمم جائز ہے۔

مثال: شدید سردی یا زخم کی صورت میں تیمم کیا جا سکتا ہے۔

مصدر: قرآن (لا حرج) اور عقل

سورہ حج کی آیت 78 میں اللہ فرماتا ہے: "و ما جعل علیکم فی الدین من حرج"۔ یہ قاعدہ عمومی قاعدہ لا حرج کا ذیلی اطلاق ہے، جو عقل اور شریعت دونوں سے تائید یافتہ ہے۔

16. قاعدہ الطهارة من الحدث شرط في الصلاة

نماز کے لیے حدث (وضو یا غسل) سے طہارت شرط ہے۔

مثال: اگر کسی کو وضو نہیں ہے، تو اس کی نماز درست نہیں۔

مصدر: سنت (قولِ معصومؑ) اور اجماع

احادیث و روایات سے قطعی ثابت ہے کہ "لا صلاة الا بطهور"، نیز فقہائے شیعہ کے درمیان اس قاعدے پر اجماع بھی ہے کہ نماز کی صحت کے لیے طہارت لازم ہے۔

17. قاعدہ الشك بعد الفراغ لا اعتبار به

عبادت کے ختم ہونے کے بعد پیدا ہونے والا شک قابلِ اعتبار نہیں۔

مثال: نماز کے بعد شک ہوا کہ چار رکعت ہوئیں یا تین، تو چار فرض کیا جائے گا۔

مصدر: سنت (قولِ معصومؑ) اور قواعد عملیہ

یہ قاعدہ امام صادقؑ کی روایات پر مبنی ہے، جن میں بعد الفراغ شک کو ناقابلِ اعتبار قرار دیا گیا۔ یہ اصول فقہ میں قاعدہ فراغ کا منطقی تسلسل ہے۔

18. قاعدہ الفساد لا يستلزم الضمان دائماً

ہر فاسد عمل میں ضمان (جرمانہ یا تاوان) لازم نہیں آتا، مگر کچھ موارد میں ہوتا ہے۔

مثال: فاسد نکاح کے بعد اگر مہر ادا ہو چکا ہو، تو وہ واپس نہیں لیا جا سکتا۔

مصدر: عقل اور سیرت عقلاء

یہ قاعدہ عقلاء کے عرف اور عقل کی بنا پر ہے، کہ ہر فاسد عقد ضمان کا متقاضی نہیں ہوتا۔ البتہ بعض روایات میں بھی ایسے نکات پائے جاتے ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں۔

19. قاعدہ التعدی و التفریط موجب للضمان

اگر کوئی امین شخص امانت میں کوتاہی کرے، تو وہ ضامن ہو گا۔

مثال: کسی کا مال لاپرواہی سے ضائع کر دینا۔

مصدر: عقل، سیرت عقلاء اور سنت (قول معصومؑ)

عقلاء کا مسلمہ اصول ہے کہ جسے امانت دی جائے اور وہ کوتاہی کرے تو ضامن ہے۔ اس پر روایات بھی موجود ہیں جیسا کہ امامؑ نے فرمایا: "لیس علی الأمین ضمان إلا أن یتعدی أو یفرط"۔

20. قاعدہ من أتلف مال غیرہ فهو له ضامن

جو شخص کسی اور کا مال تلف کرے، وہ اس کا ضامن ہے۔

مثال: کسی کی کتاب جلا دی تو اس کی قیمت دینی ہو گی۔

مصدر: سنت (قولِ معصومؑ) اور سیرت عقلاء

نبیؐ اور ائمہؑ سے صریح احادیث موجود ہیں کہ "من أتلف مال الغیر فهو له ضامن"۔

عقلاء اور قانونی سسٹمز بھی اسے مسلم سمجھتے ہیں، اور شریعت نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

21. قاعدہ من ملك شیئاً ملك الإقرار به

جو کسی چیز کا مالک ہے، اسے اس بارے میں اعتراف یا گواہی دینے کا اختیار ہے۔

مثال: اگر کسی شخص نے کہا کہ یہ زمین میرے باپ کی تھی، اور وہ خود اس زمین کا مالک ہو، تو اس کا قول قابل قبول ہو گا۔

مصدر: سیرت عقلاء اور سنت (قول معصومؑ)

عقلاء کا مسلم عرف ہے کہ انسان کو اپنی مملوکہ چیز کے بارے میں اعتراف یا بیان کا اختیار ہوتا ہے۔ ائمہؑ سے روایات میں بھی اس کی تائید موجود ہے کہ اقرار مالک سے معتبر ہوتا ہے۔

22. قاعدہ الجار ضامن لما یتلف من جوارہ

پڑوسی یا ملحق شخص اگر اپنی چیز سے دوسرے کی چیز کو نقصان پہنچائے تو ضامن ہے۔

مثال: کسی کا پانی ٹپک کر دوسرے کی دیوار کو خراب کر دے۔

مصدر: عقل اور سیرت عقلاء

یہ قاعدہ عقل کے اس اصول پر مبنی ہے کہ کسی کی ذات یا فعل سے دوسرے کو نقصان پہنچے تو وہ ضامن ہوگا، خاص طور پر اگر وہ جانتے بوجھتے ہو۔ یہ قاعدہ اجتماعی معاشرت کے عمومی اصول پر مبنی ہے۔

23. قاعدہ السلطنة (الناس مسلطون علی أموالهم)

لوگ اپنے مال پر اختیار رکھتے ہیں جب تک وہ شرعی حد سے تجاوز نہ کریں۔

مثال: کسی شخص کو اپنی کتاب بیچنے، کرایہ پر دینے یا کسی کو ہبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور سیرت عقلاء

روایات میں وارد ہوا ہے کہ "الناس مسلطون علی أموالهم" اور یہ جملہ متعدد فقہی متون میں آیا ہے۔ سیرت عقلاء بھی انسان کو اپنے مال پر مکمل اختیار دیتی ہے، جب تک شریعت کی حدود میں ہو۔

24. قاعدہ الإضطرار لا يبطل حق الغير

کسی کی مجبوری کسی دوسرے کے حق کو ختم نہیں کر سکتی۔

مثال: کوئی بھوکا شخص کسی کی دکان سے زبردستی کھانا نہیں لے سکتا ہے، البتہ اجازت مانگے یا حکومت کی طرف سے رعایت ہو۔

مصدر: عقل، سنت اور اجماع

احادیث میں وارد ہے کہ مجبوری صرف حرام کے ترک پر رخصت دیتی ہے، مگر دوسرے کے مال یا حق کو ختم نہیں کرتی۔ فقہاء کا اجماع بھی اسی پر ہے۔

25. قاعدہ ما لا يدرك كلّه لا يترك كلّه

جب پورے کام کو انجام دینا ممکن نہ ہو، تو جتنا ممکن ہو وہ کیا جائے۔

مثال: کوئی وضو مکمل نہیں کر سکتا تو جہاں تک ممکن ہو، وضو کرے اور باقی تیمم۔

مصدر: عقل اور سیرت عقلاء

یہ قاعدہ عقل اور عملِ عقلاء پر مبنی ہے کہ اگر کسی عمل کا مکمل انجام ممکن نہ ہو، تو جتنا ہو سکے کیا جائے۔ فقہا اسے نماز، وضو، حج وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔

26. قاعدہ السعي لا يبطل بالشك

کوشش اور عمل، اگر ہو چکا ہو اور اس میں شک ہو تو شک کو رد کیا جائے گا۔

مثال: وضو کے بعد شک ہو کہ سر کا مسح کیا یا نہیں۔

مصدر: سنت (قولِ معصومؑ) اور قواعد عملیہ

امامؑ سے روایات میں آیا ہے کہ جب عمل مکمل ہو چکا ہو اور بعد میں شک پیدا ہو تو شک کا اعتبار نہیں۔ یہ قاعدہ اصولِ عملی سے بھی متصل ہے۔

27. قاعدہ الید أمارة علی الملك

کسی چیز پر ہاتھ ہونا اس کی ملکیت پر دلیل ہے، جب تک خلاف ثابت نہ ہو۔

مثال: اگر کوئی شخص کسی چیز پر قابض ہے، تو وہی مالک سمجھا جائے گا۔

مصدر: سیرت عقلاء اور سنت (قول معصومؑ)

عرفِ عقلاء میں کسی چیز پر قبضہ اس کی ملکیت کی علامت ہے۔ روایات میں بھی قبضہ کو امارہ ملکیت قرار دیا گیا ہے۔

28. قاعدہ الضمان بالمباشرة والتسبب

اگر کسی نقصان کا سبب یا براہ راست فاعل کوئی شخص ہو، تو وہ ضامن ہے۔

مثال: کسی نے راستے پر تیل گرا دیا اور کوئی پھسل گیا تو گرانے والا ضامن ہے۔

مصدر: عقل، سیرت عقلاء اور سنت

جو شخص کسی کے نقصان کا سبب یا مباشر ہو، اس پر ضمان آتا ہے۔ اس پر روایات موجود ہیں اور عقل و عرف دونوں اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

29. قاعدہ التقدیم فی الأهم فالمهم

جب دو کاموں میں ٹکراؤ ہو تو اہم تر کو مقدم کیا جائے گا۔

مثال: اگر نماز کا وقت نکل رہا ہو اور جنازے کی تشییع بھی ہو رہی ہو، تو نماز کو ترجیح دی جائے

گی۔

مصدر: عقل اور اصولی اجتہاد

یہ قاعدہ ترجیحی اصول پر مبنی ہے جو عقل سلیم اور شرعی توازن کے تحت ہے۔ اصولی فقہ میں تزاحم کے باب میں اہم تر کو مقدم کرنے کا اصول ہے۔

30. قاعدہ لایبطل دم امرء مسلم

مسلمان کا خون بغیر شرعی سبب کے باطل نہیں ہو سکتا۔

مثال: کوئی شخص ملزم ہو مگر شرعی عدالت کے بغیر سزا نہیں دی جا سکتی۔

مصدر: قرآن اور سنت

قرآن کہتا ہے "ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ إلا بالحق "(سورہ انعام 151)۔

روایات اور فقہی اجماع بھی مسلمان کے خون کے احترام کو لازم قرار دیتا ہے۔

31. قاعدہ لا یبطل حق المسلم بغیر دلیل

کسی مسلمان کا حق بغیر شرعی دلیل کے ساقط نہیں ہوتا۔

مثال: اگر کسی نے کسی کی زمین ہتھیالی ہے اور کوئی دستاویزی دلیل نہیں، تو اصل مالک کا حق باقی رہے گا۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور سیرت عقلاء

ائمہؑ سے روایت ہے: "لایبطل حق امرئ مسلم"، اور عقلاء کا عرف بھی یہ ہے کہ کسی کا حق بغیر دلیل کے ساقط نہیں ہو سکتا۔

32. قاعدہ الاقرار حجة علی المقر

انسان کا خود اپنے خلاف کیا گیا اقرار اس پر حجت ہے۔

مثال: اگر کوئی شخص کہے "میں نے قرض لیا تھا"، تو وہی اقرار اس کے خلاف حجت ہو گا، گواہ کی ضرورت نہیں۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور سیرت عقلاء

روایت ہے کہ "الاقرار علی النفس جائز"، یعنی انسان کا اپنے خلاف اقرار حجت ہے، اور سیرت عقلاء میں بھی اسے تسلیم کیا جاتا ہے۔

33. قاعدہ الحدود تدرأ بالشبهات

حدود (شرعی سزائیں) شبہ کی صورت میں ساقط ہو جاتی ہیں۔

مثال: اگر زنا کی حد لگانی ہو مگر مکمل شہادت نہ ہو تو حد ساقط ہو گی۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ)

مشہور روایت ہے: "ادرءوا الحدود بالشبهات"، یعنی شبہ کی صورت میں حد ساقط ہو جاتی ہے۔ یہ قاعدہ کئی ائمہؑ سے متواتر طور پر منقول ہے۔

34. قاعدہ التغریر یوجب الضمان

اگر کوئی کسی کو دھوکہ دے کر نقصان کا باعث بنے، تو وہ ضامن ہے۔

مثال: کسی نے جعلی مال کو اصلی کہہ کر بیچا تو وہ تاوان دے گا۔

مصدر: عقل، سیرت عقلاء، اور سنت (تقریر معصومؑ)

دھوکہ دینا اور اس سے نقصان پہنچانا عقل و عرف میں موجبِ ضمان ہے، اور روایات میں ایسے معاملات کی ذمہ داری قابلِ گرفت قرار دی گئی ہے۔

35. قاعدہ البينة على المدعى و اليمين على من أنكر

مدعی پر دلیل، اور منکر پر قسم کی ذمہ داری ہے۔

مثال: اگر کوئی قرض کا دعویٰ کرے، تو اسے دلیل دینی ہوگی، ورنہ مدعاعلیہ قسم کھائے گا۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور اجماع

روایت ہے: "البينة على المدعى، و اليمين على من أنكر"، اور اس پر فقہاء کا اجماع بھی ہے۔ عدالتی نظام کا بنیادی اصول یہی قاعدہ ہے۔

36. قاعدہ التأخير في البيان عن وقت الحاجة قبيح

جس وقت بیان (حکم) کی ضرورت ہو، اس میں تاخیر درست نہیں ہوتی۔

مثال: اگر شریعت کسی عمل کو حرام کہنا چاہتی تھی اور خاموش رہی، تو وہ عمل حلال فرض کیا جائے گا۔

مصدر: عقل، سیرت عقلاء، اور اصولی اجتہاد

عقلاء اس بات کو قبیح شمار کرتے ہیں کہ وقتِ ضرورت کوئی حکم بیان نہ کیا جائے۔ یہ قاعدہ اصولِ فقہ میں احکامِ شرعیہ کے استنباط میں بنیاد ہے۔

37. قاعدہ لا تعاد في غير الأركان

نماز میں ارکان کے سوا کسی چیز کا ترک کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

مثال: سورہ فاتحہ بھول جانا، نماز کو باطل نہیں کرتا۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ)

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے: "لا تعاد الصلاة الا من خمس" جس میں غیر ارکان کو ترک کرنے پر نماز کے اعادہ کو ساقط قرار دیا گیا ہے۔

38. قاعدہ الأصل بقاء ما کان علی ما کان

جس چیز کا ایک حال ثابت ہے، شک کی صورت میں وہی حالت برقرار مانی جائے گی۔

مثال: اگر کسی کا وضو ثابت ہے اور بعد میں شک ہو کہ ٹوٹا یا نہیں، تو وضو باقی سمجھا جائے گا۔

مصدر: اصولی اجتہاد (استصحاب) اور عقل

یہ قاعدہ اصولِ عملیہ میں سے ہے جسے "قاعدہ استصحاب" کہتے ہیں کہ سابقہ حالت کو باقی مانا جائے گا جب تک خلاف ثابت نہ ہو۔

39. قاعدہ الأمانة لا تضمن إلا مع التفریط

امانت ضائع ہو جائے تو امین ضامن نہیں ہوتا، جب تک اس نے کوتاہی نہ کی ہو۔

مثال: کسی نے امانت سنبھالی اور چوری ہو گئی، تو اگر غفلت نہیں کی تو ضامن نہیں۔

مصدر: سنت اور سیرت عقلاء

روایات میں آیا ہے کہ امین اگر خیانت نہ کرے تو ضامن نہیں ہوتا، اور عرف عقلاء بھی امین کو بغیر تقصیر کے ضامن نہیں سمجھتا۔

40. قاعدہ الأصل فی الاشیاء الطهارۃ

تمام چیزیں اپنی اصل میں پاک ہیں، جب تک نجاست ثابت نہ ہو۔

مثال: کسی ہوٹل کا کھانا اس وقت تک پاک مانا جائے گا جب تک ناپاکی کی دلیل نہ ہو۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور اصولی اجتہاد

روایت ہے: "کل شیء طاهر حتی تعلم أنه قذر"، یعنی ہر چیز پاک ہے جب تک ناپاکی کا علم نہ ہو۔ اصولِ فقہ میں اسے قاعدۂ طہارت کہتے ہیں۔

41. قاعدہ ما یثبت بیقین لا یرتفع إلا بیقین

جو چیز یقین سے ثابت ہو، وہ صرف دوسرے یقین سے ختم ہو سکتی ہے، شک سے نہیں۔

مثال: وضو کیا اور بعد میں شک ہوا کہ ٹوٹا یا نہیں، تو وضو باقی مانا جائے گا۔

مصدر: عقل اور اصولی اجتہاد (قاعدہ استصحاب)

عقل کہتی ہے کہ اگر یقین سے کوئی چیز ثابت ہو گئی ہے تو اسے شک سے نہیں ہٹایا جا سکتا، اور اصول فقہ میں اسے "قاعدہ یقین" کی بنیاد پر اخذ کیا جاتا ہے۔

42. قاعدہ الاستصحاب

جب کسی چیز کی حالت معلوم ہو اور بعد میں اس میں تبدیلی کا یقین نہ ہو، تو پہلی حالت کو باقی فرض کیا جائے گا۔

مثال: اگر انسان کا نکاح برقرار تھا، اور طلاق کا ثبوت نہیں، تو نکاح باقی مانا جائے گا۔

مصدر: اصولی اجتہاد (قاعدہ عملیہ)

استصحاب اصول عملیہ میں سے ہے، جو یہ کہتا ہے کہ جس حالت پر یقین ہے، اس کے خلاف کوئی یقین نہ ہو تو وہی باقی مانی جائے گی۔ فقہاء نے اسے فقہی استدلال کی بنیاد بنایا ہے۔

43. قاعدہ الاشتغال

جب کسی ذمہ داری کا شک ہو، تو احتیاطاً وہ کام کیا جائے۔

مثال: شک ہو کہ نماز واجب ہے یا نہیں، تو اسے انجام دیا جائے گا۔

مصدر: عقل اور اصولی اجتہاد (قاعدہ اشتغال)

عقل کہتی ہے کہ ذمہ داری کا شک ہونے پر احتیاطاً عمل کیا جائے، اور اصول فقہ میں اسے قاعدۂ اشتغال یا "احتیاط" کے اصول کے طور پر اپنایا جاتا ہے۔

44. قاعدہ البراءۃ

جب کسی چیز کی حرمت یا ذمہ داری پر دلیل نہ ہو، تو اصل براءت (ذمہ داری سے بری ہونا) ہے۔

مثال: شک ہو کہ یہ غذا حرام ہے یا نہیں، اور دلیل موجود نہ ہو، تو مباح سمجھی جائے گی۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور اصولی اجتہاد

روایات میں آیا ہے کہ "كل شيء لك حلال حتى تعرف الحرام بعينه"، یعنی جب تک حرمت پر دلیل نہ ہو، اصل براءت ہے۔ اصولی اجتہاد میں اسے قاعدۂ براءت کہا جاتا ہے۔

45. قاعدہ التخییر

جب دو یا زیادہ متضاد احکام ہوں اور کسی کو ترجیح نہ دی جا سکے، تو انسان کو اختیار ہے کہ جس پر عمل کرے۔

مثال: دو روایات میں ایک کام کو واجب اور دوسرے میں مستحب کہا گیا ہو اور ترجیح ممکن نہ ہو۔

مصدر: اصولی اجتہاد (قاعدہ تخییر)

جب دو متعارض روایات ہوں اور ترجیح نہ ہو، تو اصول فقہ کے مطابق مکلف کو اختیار دیا جاتا ہے۔ یہ قاعدہ تخییر کے نام سے معروف ہے۔

46. قاعدہ وجوب حفظ النفس

جان کی حفاظت واجب ہے، اور ایسی چیز جو جان کو خطرے میں ڈالے، حرام ہے۔

مثال: زہریلی چیز کھانا یا خودکشی کرنا حرام ہے۔

مصدر: قرآن مجید اور سنت

قرآن میں ہے: "وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا" (النساء 29) اور روایات میں بھی جان کی حفاظت کو واجب قرار دیا گیا ہے۔

47. قاعدہ رفع ما اضطروا إليه

جس چیز پر انسان مجبور ہو، وہ حکم اس سے اٹھا لیا جاتا ہے۔

مثال: اگر کوئی مجبوراً نجس پانی پیتا ہے تو گناہگار نہیں۔

مصدر: قرآن مجید اور سنت (قول معصومؑ)

قرآن فرماتا ہے: "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ" (البقرہ 173) اور متعدد روایات میں اضطرار کے وقت حکم کی معافیت بیان ہوئی ہے۔

48. قاعدہ ارتکاز المتشرعة

متشرعین (دیندار افراد) کے درمیان رائج عرف بعض شرعی امور پر دلالت کرتا ہے۔
مثال: اگر دینداروں میں کسی کام کو عبادت سمجھا جائے، تو اسے مستحب سمجھا جاسکتا ہے۔
مصدر: استقراء فقہی، سیرت عقلاء، اور اصولی اجتہاد
دینی ذہن رکھنے والوں کا عرف اور عمل بعض احکام پر دلیل ہوتا ہے، اور اصول فقہ میں "بناء المتشرعة" ایک حجت سمجھی جاتی ہے۔

49. قاعدہ العدالة فی الشهادة

گواہی دینے والے کا عادل ہونا شرط ہے۔
مثال: عدالت میں شرعی گواہی دینے والا فاسق ہو تو اس کی گواہی مردود ہے۔
مصدر: قرآن مجید اور سنت
قرآن میں ہے: "وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ" (الطلاق 2)، اور روایات میں عادل گواہوں کی شرط پر تاکید کی گئی ہے۔

50. قاعدہ تعارض الادلة

جب دو شرعی دلائل ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں، تو پہلے ترجیح دی جاتی ہے، ورنہ تخییر یا توقف کیا جاتا ہے۔

مثال: اگر دو احادیث ایک کام کے واجب یا حرام ہونے میں ٹکرائیں اور کوئی راجح نہ ہو، تو انسان کو اختیار دیا جائے گا یا توقف۔

مصدر: اصولی اجتہاد (باب تعادل و تراجیح)

یہ اصول فقہ کا مستقل باب ہے، جہاں تعارض کے اصول، ترجیح، تخییر یا توقف کی صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔ فقہی استنباط میں بنیادی مقام رکھتا ہے۔

51. قاعدہ الجمع مهما أمكن أولى من الطرح

جب دو دلائل میں تعارض ہو اور ان میں تطبیق (جمع) ممکن ہو، تو ترجیح یہی ہے کہ دونوں کو جمع کیا جائے، نہ کہ کسی ایک کو رد کیا جائے۔

مثال: ایک روایت کہے کہ مسافر جمع نماز پڑھے اور دوسری کہے الگ الگ پڑھے، تو جمع کیا جا سکتا ہے کہ دونوں جائز ہیں۔

مصدر: اصولی اجتہاد (باب تعارض الأدلة)

اصول فقہ میں جب دو دلیلوں میں بظاہر تعارض ہو تو فقہاء تطبیق (جمع) کو اولیت دیتے ہیں تاکہ دونوں دلیلوں سے عمل ممکن ہو جائے اور کسی دلیل کو ترک نہ کرنا پڑے۔

52. قاعدہ التبعية

کئی مسائل میں ایک شے کا حکم دوسری پر تابع ہوتا ہے۔

مثال: اگر غلام کا مالک مسلمان ہو جائے، تو غلام بھی مسلمان تصور ہو گا۔

مصدر: سیرت عقلاء اور استقراء فقہی

شریعت میں متعدد احکام ایسے ہیں جہاں ایک شے کا حکم دوسری کے تابع ہوتا ہے۔ یہ عقل و عرف کے مطابق ہے اور فقہی استقراء سے ماخوذ ہے۔

53. قاعدہ الحرمة تستلزم الفساد

اگر کوئی چیز شرعاً حرام ہو، تو اس پر مبنی عقد یا عمل فاسد (باطل) ہوتا ہے۔

مثال: شراب بیچنے کا معاہدہ، چونکہ شراب بیچنا حرام ہے، باطل ہوگا۔

مصدر: عقل اور اصولی اجتہاد

یہ قاعدہ اصولیین کے درمیان مشہور ہے کہ اگر کوئی عمل شرعاً حرام ہو تو اس پر مبنی عقد بھی باطل ہوگا، کیونکہ عقل حکم کرتی ہے کہ محرم چیز کا نتیجہ معتبر نہیں ہوتا۔

54. قاعدہ کلما حکم العقل حکم الشرع

جہاں عقل کسی چیز کے حسن یا قبح کا حکم دے، وہاں شریعت بھی اسی کے موافق حکم دیتی ہے۔

مثال: عدل کا حسن عقلاً ثابت ہے اور شرعاً بھی واجب ہے۔

مصدر: عقل

شیعہ اصولیین کے مطابق عقل قطعی طور پر جس چیز کے حسن یا قبح پر حکم کرے، شریعت بھی اسی کے مطابق حکم دیتی ہے۔ اسے ملازمت حکم عقل و شرع کہا جاتا ہے۔

55. قاعدہ العادة محکمة

عرف و عادت کو شریعت میں بعض مواقع پر حجت مانا جاتا ہے جب تک شرع کے خلاف نہ

ہو۔

مثال: اگر عام عرف میں 'سفر' کا مطلب ۲۴ کلو میٹر سمجھا جائے تو وہ سفر شرعی ہو گا۔

مصدر: سیرت عقلاء اور سنت (قول معصومؑ)

عرف کو شریعت نے متعدد موارد میں معتبر قرار دیا ہے، جیسے قول معصومؑ: "الناس علی سنتهم"۔ عقلاء کی سیرت عرف کو حجت جانتی ہے جب تک وہ شرع کے مخالف نہ ہو۔

56. قاعدہ الظاھر حجۃ

ظاہری الفاظ، جب تک خلافِ قرینہ نہ ہوں، حجت ہوتے ہیں۔

مثال: اگر کوئی وصیت میں لکھے "میری کتاب میرے بیٹے کو دینا"، تو کتابیں مراد لی جائیں گی، جب تک قرینہ نہ ہو کہ کوئی مخصوص کتاب مراد تھی۔

مصدر: عقل، سیرت عقلاء، اصولی اجتہاد

متشرعین اور عقلاء ظاہری الفاظ کو حجت مانتے ہیں جب تک خلاف قرینہ نہ ہو۔ اصولیین بھی ظاہر نصوص سے احکام اخذ کرتے ہیں۔

57. قاعدہ التسلیط فی التصرفات

شخص اپنے مال میں ہر قسم کا تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے، جب تک وہ دوسروں کے حق میں ضرر نہ پہنچائے۔

مثال: زمین پر دکان بنانا، جب تک ہمسائے کا حق پامال نہ ہو۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور سیرت عقلاء

قول معصومؑ "الناس مسلطون علی أموالهم" اس قاعدے کی بنیاد ہے، اور عقلاء کی سیرت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ ہر انسان اپنے مال پر تصرف کا حق رکھتا ہے۔

58. قاعدہ العبرة بالمقاصد لا بالألفاظ

شرعی معاملات میں نیت و مقصد کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے نہ کہ صرف ظاہری الفاظ کو۔
مثال: اگر کوئی ظاہری طور پر ہبہ کہے لیکن حقیقتاً بیع ہو تو وہ بیع سمجھی جائے گی۔

مصدر: عقل، سیرت عقلاء، اور استقراء فقہی

عقل و عرف نیت کو اہمیت دیتے ہیں اور ظاہری الفاظ کے بجائے مقصد و نیت کو ترجیح دیتے ہیں، اور فقہی استقراء سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مدار قصد پر ہے۔

59. قاعدہ المباشرة أولى من التسبب

اگر نقصان براہ راست (مباشرہ) اور بالواسطہ (تسبیب) دونوں سے ہو، تو مباشر ذمہ دار ہوتا ہے۔
مثال: کسی نے آگ لگائی اور دوسرے کے مال کو نقصان ہوا، تو مباشر آگ لگانے والا ضامن ہوگا۔

مصدر: سیرت عقلاء اور عقل

عرف و عقل میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ براہِ راست نقصان پہنچانے والا، بالواسطہ کے مقابلے میں زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ شریعت میں بھی یہ قاعدہ متعدد فقہی متون میں ذکر ہوا ہے۔

60. قاعدہ لایجوز نقض الیقین بالشك

یقین کو شک کے ذریعے ختم نہیں کیا جاسکتا۔

مثال: یقین ہو کہ نماز پڑھی تھی، بعد میں شک ہوا کہ صحیح تھی یا نہیں، تو نماز صحیح فرض کی جائے گی۔

مصدر: عقل، اصولی اجتہاد (قاعدۂ یقین)

یہ قاعدہ قاعدۂ یقین اور استصحاب کی بنیاد پر ہے۔ عقل و اجتہاد کا تقاضا ہے کہ یقین شدہ حالت کو صرف یقین سے زائل کیا جاسکتا ہے، محض شک سے نہیں۔

61. قاعدہ الجبّ

اگر کوئی شخص اسلام قبول کرے تو اس کے سابقہ اعمال (غیر اسلامی حالت میں) کے بعض گناہ ساقط ہو جاتے ہیں۔

مثال: کافر کے اسلام لانے کے بعد اس کے سابقہ گناہوں پر شرعی سزائیں لاگو نہیں ہوتیں۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور استقراء فقہی

اس قاعدہ کی بنیاد روایاتِ معصومینؑ پر ہے، جیسے حدیث: "الإسلام یجب ماقبله"، اور فقہاء نے متعدد فتاویٰ میں اس قاعدہ کو قبول کیا ہے۔

62. قاعدہ الاکراہ یرفع الحکم والاثر

اگر کوئی شخص اکراہ (زبردستی) کی حالت میں کسی عمل کو انجام دے، تو اس پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔

مثال: اگر کسی نے اکراہ کے تحت طلاق دی، تو وہ طلاق معتبر نہیں۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور عقل

امام جعفر صادقؑ کی حدیث "رفع ما استُکرِهوا علیه" اس قاعدہ کا شرعی ماخذ ہے، نیز عقل بھی حکم کرتی ہے کہ اکراہ میں اختیار ساقط ہوتا ہے۔

63. قاعدہ الید دلیل علی الاستحقاق فی المعاملات

خرید و فروخت کے معاملات میں ہاتھ میں موجود چیز پر اس کا مالک ہونا ظاہر ہوتا ہے، جب تک خلاف ثابت نہ ہو۔

مثال: اگر کوئی چیز کسی کے ہاتھ میں ہو تو وہی اس کا خریدار یا مالک سمجھا جائے گا۔

مصدر: سیرت عقلاء اور سنت (قول معصومؑ)

عرفِ عقلاء ہمیشہ ید کو ملکیت پر دلیل مانتے ہیں، اور معصومینؑ کی روایات میں بھی آیا ہے کہ "البینۃ علی من ادعی، والیمین علی من أنکر"، جس میں ید کی دلالت تسلیم کی گئی ہے۔

64. قاعدہ العقل مناط للتکلیف

تکلیف (شرعی احکام کی پابندی) کا مدار عقل پر ہے۔

مثال: مجنون یا نابالغ پر عبادات واجب نہیں۔

مصدر: عقل اور سنت (قول معصومؑ)

عقل ہی کی بنیاد پر انسان مکلف ہوتا ہے، جیسا کہ روایات میں ہے: "رفع القلم عن المجنون حتی یفیق"، اور عقل بھی بلا شعور احکام کے نفاذ کو قبیح سمجھتی ہے۔

65. قاعدہ عدم جواز التعزیر مع الحد

جہاں حد شرعی نافذ ہو چکی ہو، وہاں الگ سے تعزیر (حاکم کی طرف سے سزا) نہیں دی جا سکتی۔

مثال: زنا کی حد جاری ہونے کے بعد دوبارہ تعزیر کی گنجائش نہیں۔

مصدر: استقراء فقہی اور سنت

ائمہؑ سے منقول ہے کہ "إذا أقيم الحد فلا تعزير"، اور فقہی کتب میں اس اصول کو عمومیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حدود کے ساتھ تعزیر جمع نہیں کی جاتی۔

66. قاعدہ المیسور لا یسقط بالمعسور

جتنا عمل ممکن ہو، وہ کیا جائے، چاہے مکمل عمل ممکن نہ ہو۔

مثال: اگر کوئی مکمل غسل نہیں کر سکتا تو جتنا ممکن ہو اتنا کرے، باقی تیمم کرے۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور اصولی اجتہاد

ائمہؑ کی روایات میں آیا ہے: "لا یسقط المیسور بالمعسور"، اور یہ اصول اجتہادی طور پر بھی اسلوبِ عقل و شرع کے مطابق ہے۔

67. قاعدہ التعزیر بما یراہ الحاکم

تعزیر (غیر حدی سزا) کی نوعیت اور مقدار کا تعین اسلامی حاکم کی صوابدید پر ہے۔

مثال: چوری کی کوشش پر حاکم مناسب سزا دے سکتا ہے، اگر حد لاگو نہ ہو۔

مصدر: سیرت عقلاء، سنت، اور اجماع

شریعت نے تعزیر کی مقدار کو حاکم کی تشخیص پر چھوڑا ہے، اور روایات میں ہے کہ حاکم کو معاشرتی شر کے مطابق تعزیر دینا جائز ہے، نیز عقلاء کی سیرت بھی یہی ہے۔

68. قاعدہ الشرط بین المؤمنین لازم

مؤمنین کے درمیان کیے گئے شرعی شرائط لازم ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہوں۔

مثال: کسی نے شادی میں شرط رکھی کہ شوہر ہر جمعہ والدین کے گھر لے جائے گا، تو یہ شرط لازم ہے۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ)

روایات میں آیا ہے: "المؤمنون عند شروطهم"، جو اس قاعدہ کی بنیاد ہے، شرط اگر شرعی ہو تو اس پر عمل واجب ہے۔

69. قاعدہ العقد یتبع المقصود

کسی معاہدے کی حقیقت اس کے مقصد سے سمجھی جاتی ہے، نہ صرف الفاظ سے۔

مثال: اگر کسی نے اجارہ کے الفاظ میں بیع کی ہو تو اگر مقصد بیع ہے تو وہی معتبر ہو گا۔

مصدر: عقل، عرف، اور اصولی اجتہاد

یہ قاعدہ اس عرفی قاعدے پر مبنی ہے کہ ہر عقد کی حقیقت اس کے مقصد سے سمجھی جاتی ہے، اور اصولیین نے بھی اس اصول پر اتفاق کیا ہے۔

70. قاعدہ فكل مشكوك فيه بين الحظر والإباحة فهو محكوم بالإباحة

جس چیز میں حرام یا حلال ہونے کا شک ہو اور دلیل نہ ہو، تو اصل میں وہ مباح ہو گی۔

مثال: کسی کھانے کے حلال یا حرام ہونے میں شک ہو، اور دلیل نہ ہو تو وہ جائز ہے۔

مصدر: اصولی اجتہاد (قاعدہ براءت)

یہ قاعدہ اصولیین کے قاعدہ براءت سے ماخوذ ہے، یعنی جہاں حرمت پر دلیل نہ ہو، وہاں اباحت فرض کی جاتی ہے۔

71. قاعدہ لوضيع العلم لا يُضيع العمل

اگر علم حاصل نہ ہو سکا تو عمل ضائع نہیں ہوتا، بشرطیکہ نیت اور تقویٰ موجود ہو۔

مثال: کوئی شخص وضو میں کچھ حصے پر پانی بہانے سے قاصر رہا مگر لاعلمی میں نیت درست تھی، تو اجر ضائع نہیں۔

مصدر: سنت

معصومینؑ کی روایات سے ثابت ہے کہ اگر کسی شخص کا عمل تقویٰ و نیت کے ساتھ ہو مگر کسی جہل یا عذر کی بنا پر ناقص ہو، تو خداوند اس کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

72. قاعدہ إعمال الدليلين أولى من إهمالهما

دو متعارض دلائل کو جمع کر کے عمل کرنا، دونوں کو رد کرنے سے بہتر ہے۔

مثال: ایک حدیث وجوب اور دوسری استحباب پر دلالت کرے تو واجب کا مفہوم راجح لیا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولِ اجتہاد اور اصولی عقل سے ماخوذ ہے، کیونکہ عقل جمع بین الادلہ کو ترک پر ترجیح دیتی ہے۔
اس قاعدے کی بنیاد اصول الفقہ میں تعارض الادلہ کے ابواب میں ملتی ہے۔

73. قاعدہ الطهارة لا تزول إلا باليقين

طہارت جب تک نجاست کا یقین نہ ہو، باقی سمجھی جاتی ہے۔
مثال: اگر لباس کو پاک سمجھا جا رہا ہو، تو شک آنے پر نجس قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (قول و فعل معصومؑ) اور اصول استصحاب سے اخذ ہوتا ہے۔
جیسے امامؑ کا فرمان: "کل شیء لک طاہر حتی تعلم انہ قذر"۔

74. قاعدہ إن الله لم يجعل لأحد أن يطاع في معصيته

کسی انسان کو اس حد تک اطاعت کا حق حاصل نہیں کہ اس کی اطاعت سے اللہ کی نافرمانی لازم آئے۔
مثال: اگر والدین کسی حرام کام کا حکم دیں تو ان کی اطاعت واجب نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن ("ولا يعصينك في معروف") اور سنتِ معصومینؑ کی روایات پر مبنی ہے۔
یہ عقل سلیم کی بدیہی بنیادوں میں سے ہے جو اطاعت کو معصیت میں محدود نہیں مانتا۔

75. قاعدہ حرمة الإعانة على الإثم

کسی گناہ میں کسی بھی قسم کی مدد یا تعاون دینا بھی حرام ہے۔

مثال: شراب فروش کو بوتلیں مہیا کرنا، اگرچہ خود بیچنا نہ ہو، ناجائز ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن کی نصّ صریح "ولا تعاونوا على الإثم و العدوان" (مائدہ: 2) سے ثابت ہے۔

نیز سنت اور سیرت عقلاء بھی اس پر اجماع رکھتی ہے۔

76. قاعدہ درء الحدود بالشبہات

شریعت حدود کے نفاذ میں انتہائی احتیاط برتتی ہے، شبہ ہونے پر سزا ساقط ہو جاتی ہے۔

مثال: کسی جرم میں گواہی مکمل نہ ہو تو حد نافذ نہیں کی جاتی۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (قول معصومؑ: "ادرءوا الحدود بالشبہات") پر مبنی ہے۔

نیز عقل اور سیرت قضائیہ میں بھی شبہ کی صورت میں سزا ساقط کرنے کو ترجیح دی گئی ہے۔

77. قاعدہ التحفّظ أولى من التساهل في الدماء

جان کے معاملات میں احتیاط کو مقدم رکھا جاتا ہے۔

مثال: قتل کے مقدمے میں شبہ ہو تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت اور عقل دونوں سے ماخوذ ہے، کیونکہ جان کا تحفظ قرآن و سنت کی ترجیحی اقدار میں سے ہے۔
یہ "ولا تقتلوا النفس" جیسے قرآنی اصول اور معصومینؑ کی عدالت میں احتیاط سے ثابت ہے۔

78. قاعدہ لاضرر ولا ضرار فی الاسلام

اسلام میں کسی کو نقصان پہنچانا یا نقصان کا بدلہ دینا جائز نہیں۔
مثال: کوئی شخص راستے میں رکاوٹ ڈالے اور دوسرے کو تکلیف ہو تو یہ ممنوع ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ "حدیث لاضرر" سے ماخوذ ہے جو متواتر معنوی اور اصولی استدلال کا مرکز ہے۔
یہ سنت معصومؑ، اجماع، اور سیرت عقلاء کے درمیان مسلم ہے۔

79. قاعدہ إنما یحل الکلام إذا أصاب الحق

کلام (گفتگو) اس وقت درست ہے جب وہ حق کو ظاہر کرے۔
مثال: طنز، غیبت، یا فریب کے انداز میں بات کرنا جائز نہیں، چاہے سچ ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن ("وقولوا للناس حسنا")، اور سنت (قول و فعل معصومینؑ) پر مبنی ہے۔
عقل اور اصول اخلاق اسلامی کے مطابق بھی ہر قول کو صداقت، عدل، اور حسن پر پرکھا جاتا ہے۔

80. قاعدہ الإحسان يوجب الشكر

جس پر احسان کیا جائے، اس پر شکر واجب ہوتا ہے، شرعی اور اخلاقی طور پر۔

مثال: والدین، اساتذہ، یا کسی مددگار کے ساتھ احسان مندی کا سلوک۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن ("هل جزاء الإحسان إلا الإحسان") اور سنت معصومینؑ سے ثابت ہے۔

یہ اخلاق اسلامی کی بنیادوں اور عقل کی حکم قطعی پر مبنی ہے۔

81. قاعدہ الصلح جائز بين المسلمين

مسلمانوں کے درمیان صلح ہر حال میں جائز ہے جب تک حرام چیز پر صلح نہ ہو۔

مثال: دو افراد کسی مال پر جھگڑ رہے ہوں اور آپس میں راضی ہو جائیں کہ آدھا آدھا لے لیں، تو یہ صلح شرعاً جائز ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (قول معصومؑ) اور سیرت عقلاء سے مأخوذ ہے، جیسے روایت "الصلح جائز بين المسلمين" اور اہل عقل کا ہمیشہ سے صلح پر عمل۔

82. قاعدہ الكتمان عند الخوف واجب

خطرے کے وقت ایمان یا حق کو چھپانا واجب ہو سکتا ہے تاکہ جان یا اہم دین محفوظ رہے۔

مثال: تقیہ کے تحت کافر حکومت کے سامنے ایمان چھپانا۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن مجید (سورہ نحل:106) اور سنت معصومینؑ (تقیہ کی روایات) سے ثابت ہے، نیز سیرت عقلاء اس کی مؤید ہے۔

83. قاعدہ الخراج بالضمان

نفع اسی کا حق ہے جو نقصان یا ضمان کا ذمہ دار ہو۔

مثال: کرایہ دار اگر نقصان کا ضامن ہے تو اس کے منافع کا بھی حقدار ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت معصومؑ سے مأخوذ ہے، معروف حدیث "الخراج بالضمان" کے ذریعے، اور سیرت عقلاء سے بھی مؤید ہے۔

84. قاعدہ ما یحرم أخذہ یحرم إعطاؤہ

جو چیز لینا حرام ہے، دینا بھی حرام ہے۔

مثال: رشوت لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (سورہ بقرہ:188)، سنت اور عقل قطعی سے مأخوذ ہے، جیسے رشوت کی حرمت پر متواتر نصوص۔

85. قاعدہ إعمال العقد أولی من إهماله

جب عقد (معاہدہ) کے الفاظ میں کوئی اجمال ہو تو انہیں نافذ کرنا ترک کرنے سے بہتر ہے۔

مثال: نکاح کے کلمات میں اگر تھوڑا سا ابہام ہو مگر معنی واضح ہو تو نکاح معتبر ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قاعدہ "إعمال اولی من إهمال" سے، سیرت عقلاء اور اجتہادی فقہ سے ثابت ہے۔

86. قاعدہ الإشغال یمنع الاشغال

اگر کوئی جگہ پہلے سے کسی کے تصرف میں ہے تو دوسرا اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مثال: کسی دکان پر کوئی پہلے سے بیٹھا ہے تو دوسرا زبردستی جگہ نہیں لے سکتا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرت عقلاء، اجماع اور اصول فقہ سے ماخوذ ہے، جس پر تمام فقہا متفق ہیں۔

87. قاعدہ وجوب الانکار عند التمکن

اگر کسی منکر فعل کو روکنا ممکن ہو تو روکنا واجب ہے۔

مثال: اگر کوئی ظالم کسی پر ظلم کر رہا ہے اور روکنا ممکن ہے تو خاموشی گناہ ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (آل عمران: 104)، سنت (امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی روایات) اور عقل سے ماخوذ ہے۔

88. قاعدہ لا یحکم علی الغائب إلا بعد التثبت

غائب شخص پر شرعی حکم بغیر تحقیق کے جاری نہیں کیا جا سکتا۔

مثال: کسی پر چوری کا الزام ہے لیکن موجود نہیں تو صرف الزام پر فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (الحجرات:6)، سنت معصومؑ (التثبت من الخبر) اور سیرت عقلاء سے ثابت ہے۔

89. قاعدہ إذا تعذر الأصل یصار إلى البدل

اگر اصل واجب عمل ممکن نہ ہو تو اس کا متبادل کیا جائے گا۔

مثال: اگر غسل ممکن نہ ہو تو تیمم کیا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (المائدة:6 میں تیمم کی اجازت)، سنت اور اصولی قاعدہ بدل پر دلالت سے مأخوذ ہے۔

90. قاعدہ الأمان لا یبطل بالجهل

اگر کسی کو امان دی گئی ہو اور دوسرا اسے نہ جانتا ہو، تب بھی امان معتبر ہے۔

مثال: جنگ کے دوران کسی مسلمان نے کفار کے کسی فرد کو امان دی اور دوسرے کو علم نہ ہو تو وہ بھی لازم الاتباع ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت، سیرۃ النبیؐ اور اجتہادی فقہ سے مأخوذ ہے، جیسے صلح حدیبیہ میں قریبی افراد کی دی گئی امان۔

91. قاعدہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ

جس چیز کو مکمل طور پر حاصل نہ کیا جا سکے، اس کا جو حصہ ممکن ہو وہ حاصل کیا جائے۔

مثال: اگر پوری نماز با جماعت نہ مل سکے تو جتنا حصہ بھی ملے، جماعت کے ساتھ پڑھا جائے۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل و سیرت عقلاء اور اجتہادی اصول سے ماخوذ ہے، اور شریعت میں تدریج و امکان کے اصول سے بھی مؤید ہے۔

92. قاعدہ التقیۃ دینی و دین آبائی

تقیہ دینِ اہل بیتؑ کا ایک حصہ ہے، جس کی اجازت خطرے یا فساد کے وقت ہے۔

مثال: اگر دشمن کے خوف سے کوئی اپنے ایمان کو چھپائے تو یہ جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (آل عمران: 28، نحل: 106)، سنت (روایاتِ تقیہ) اور اجماع شیعہ سے ثابت ہے۔

93. قاعدہ لا ولی لمن لا عقل لہ

جو شخص عقل نہ رکھتا ہو (مثلاً دیوانہ)، وہ کسی پر ولایت نہیں رکھ سکتا۔

مثال: مجنون باپ کو اپنی نابالغ بچی پر ولایت حاصل نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل، اصولِ اجتہاد اور سیرت عقلاء سے مأخوذ ہے، نیز سنت معصومؑ میں بھی اس پر تصریح موجود ہے۔

94. قاعدہ المسلمون عند شروطهم

مسلمان اپنے کیے ہوئے شرعی معاہدوں اور شرطوں کے پابند ہوتے ہیں۔

مثال: نکاح کے وقت زوجین کے درمیان طے شدہ شرائط کی پاسداری واجب ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (حدیث "المؤمنون عند شروطهم") اور عقل و سیرت عقلاء سے مأخوذ ہے۔

95. قاعدہ الوقوف عند حدود النصوص

شرعی نصوص کی حدود سے تجاوز جائز نہیں۔

مثال: قرآن یا حدیث کے بیان کردہ حکم میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (الحج:67، الانعام:119) اور سنت (حدیث لاتقف مالیس لک بہ علم) سے مأخوذ ہے۔

96. قاعدہ القياس باطل في الشريعة

احکام شرعیہ میں قیاس (analogical reasoning) معتبر نہیں ہے۔

مثال: نماز کو روزے پر قیاس کر کے وقت کی تحدید کرنا شرعاً باطل ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ شیعہ اصولِ فقہ، سنت (احادیثِ بطلان قیاس) اور اجماع سے مأخوذ ہے۔

97. قاعدہ لا عبرة بالظن فی مقابل العلم

علم کی موجودگی میں ظن (گمان) کا کوئی اعتبار نہیں۔

مثال: اگر کسی کو یقین ہو کہ وہ روزہ ہے تو اذان سے پہلے کچھ کھانے کا گمان قابل قبول نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل قطعی، اصولِ اجتہاد، اور قرآن (یونس:36) کی روشنی میں واضح ہے۔

98. قاعدہ التعارف بین الناس حجة فی المعاملات

لوگوں کے درمیان رائج تعامل (عرف) معاملات میں حجت ہوتا ہے، جب تک شرع کے خلاف نہ ہو۔

مثال: اجرت کے تعین میں عام عرف قابل قبول ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرت عقلاء، عقل، اور اصولی قاعدہ "العرف محکم" سے مأخوذ ہے۔

99. قاعدہ یجوز لأهل الخبرة تقديم أحد المتساويين

ماہرین کو اختیار ہے کہ دو برابر افراد یا چیزوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیں۔

مثال: قاضی دو فقیہوں میں سے کسی ایک کے فتوے کو راجح قرار دے سکتا ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولِ فقہ، عقل اور سیرت عقلاء سے ماخوذ ہے، جیسے بابِ اجتہاد و قضاء میں "ترجیح" کا اصول۔

100. قاعدہ حق الناس مقدم علی حق اللہ فی المقاصد الدنیویۃ

دنیوی امور میں لوگوں کے حقوق کو اللہ کے حقوق پر ترجیح دی جاتی ہے، جب تک وہ شرع کے خلاف نہ ہو۔

مثال: اگر کسی کا قرض چکانا ہے اور مستحب حج بھی ممکن ہے، تو قرض کو ترجیح دی جائے گی۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل، فقہی استقراء، اور سنت معصومؑ سے مأخوذ ہے، جیسا کہ روایاتِ قضاء و معاملات میں تصریح ہے۔

101. قاعدہ إنّما یحرُم من البیع ما حرّمہ اللہ فی کتابہ

بیع و خرید صرف وہی حرام ہے جسے قرآن نے صراحت سے حرام کہا ہو۔

مثال: بیع ربا (سود پر مبنی تجارت) قرآن میں حرام ہے، باقی اصل میں سب جائز ہے جب تک دلیل نہ ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن مجید (البقرۃ:275) اور اصولی قاعدہ "الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" کی بنا پر استقراء فقہی و اصولی اجتہاد سے ماخوذ ہے۔

102. قاعدہ نفی السبیل

اسلام میں کافروں کو مسلمانوں پر بالادستی یا تسلط کی اجازت نہیں۔

مثال: ایسا معاہدہ جس سے غیر مسلم کو مسلمانوں کی زمین یا فیصلے پر حاکمیت ملے، باطل ہے۔

مصدر:

قرآن (النساء: 141) اس قاعدے کی بنیاد ہے، اور اجماع و سیرت عقلاء بھی اس قاعدے کی تائید کرتے ہیں۔

103. قاعدہ جواز العدول من الاعلم إلی غیر الاعلم فی بعض الموارد

بعض خاص حالات میں اعلم مجتہد سے غیر اعلم کی طرف عدول جائز ہے۔

مثال: اگر اعلم مجتہد مردہ ہو جائے اور دوسرا اعلم نہ ہو تو غیر اعلم کی طرف رجوع ممکن ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولِ اجتہاد، سیرت عقلاء اور فقہی استقراء سے ماخوذ ہے، خاص طور پر عند تعذر الاعلم۔

104. قاعدہ أن الأوصاف التی لا مدخلیة لها فی التکلیف لا یُعتنی بها

ایسی صفات جو حکم شرعی میں دخیل نہ ہوں، ان کی پروا نہیں کی جاتی۔

مثال: نماز پڑھنے والے کا لباس کا رنگ کیا ہو، اگر شرعاً ممنوع نہیں تو اس کا اعتبار نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل، سیرت عقلاء اور اصولی قاعدہ "عدم دخل غیر ذی مدخل" سے ماخوذ ہے۔

105. قاعدہ السلطان ولی من لا ولی له

جس کا کوئی ولی نہ ہو، اس پر اسلامی حاکم کی ولایت نافذ ہوتی ہے۔

مثال: یتیم بچی کا نکاح، اگر کوئی ولی نہیں تو قاضی نکاح پڑھا سکتا ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (صحیحہ عمر بن حنظلہ)، اجماع، اور اصولِ ولایتِ عامہ سے اخذ کیا گیا ہے۔

106. قاعدہ اقوی المرجحات التقدیم بموافقة الکتاب

متعارض روایات میں وہ روایت راجح ہوتی ہے جو قرآن کے موافق ہو۔

مثال: اگر ایک حدیث قرآن کے برعکس ہو تو اسے چھوڑا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قاعدہ تعادل و تراجیح اور سنت معصومؑ (روایاتِ مرجحات) سے مأخوذ ہے۔

107. قاعدہ قاعدة الاشتغال فی الواجبات العینیة فوریة الأداء

واجب فوری امور میں شک کی صورت میں اشتغال کا حکم دیا جاتا ہے۔

مثال: نماز فجر کے وقت بیدار ہوا اور شک ہے کہ طلوع آفتاب ہوا یا نہیں، تو فوراً نماز ادا کرے۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولِ اشتغال، عقل، اور فقہی قاعدہ "الاحتیاط فی الواجبات" سے مأخوذ ہے۔

108. قاعدہ إنّ الأصل عدم تداخل العقوبات

سزاؤں میں تداخل (ایک سزا سے کئی گناہ کا کفارہ) شرعی دلائل کے بغیر ثابت نہیں۔

مثال: چور نے زنا بھی کیا ہو تو دونوں کی الگ الگ سزا دی جائے گی۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (تفصیلِ روایات حدود)، اصولِ اجتہاد اور فقہی استقراء سے ماخوذ ہے۔

109. قاعدہ الشك بعد الفراغ لا يعتنى به

عبادت سے فارغ ہونے کے بعد کیا گیا شک معتبر نہیں ہوتا۔

مثال: نماز مکمل کرنے کے بعد رکعتوں کی تعداد میں شک پیدا ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (صحاح زرارۃ)، اجماع، اور اصولِ فراغ و تجاوز پر مبنی ہے۔

110. قاعدہ الاشتراك فی التعزیر بین المسلم و الذمی

تعزیرات (غیر حدی سزائیں) میں مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

مثال: اگر کوئی غیر مسلم اسلامی ریاست میں جرم کرے تو اس پر وہی تعزیر لاگو ہو گی جو مسلمان پر ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرت عقلاء، سنتِ معصومؑ، اور قاعدہ عدلِ اسلامی و موازنتِ قضا سے مأخوذ ہے۔

111. قاعدہ المرء مأخوذ بإقرارہ

انسان اپنے اقرار سے شرعاً پابند ہوتا ہے۔

مثال: اگر کوئی شخص خود کہے کہ اس نے قرض لیا ہے تو اس پر ادائیگی واجب ہے، اگرچہ کوئی گواہ نہ ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (قول معصومؑ) اور سیرت عقلاء پر مبنی ہے؛ جیسے روایت: « اقرار العقلاء علی أنفسهم جائز »۔

فقہا نے اسے عقل و عرف میں مسلم اور عدالت میں مستند دلیل قرار دیا ہے۔

112. قاعدہ لا یُرفع الیقین إلا بیقین مثله

یقین کو شک یا ظن سے ختم نہیں کیا جا سکتا، صرف دوسرا یقین ہی اسے ختم کر سکتا ہے۔

مثال: اگر وضو کا یقین ہے اور بعد میں شک ہو کہ ٹوٹا یا نہیں، تو وضو باقی مانا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قاعدہ استصحاب سے اخذ کیا گیا ہے، جو قواعد اصولیہ و عملیہ میں سے ہے۔

عقل اور بناء عقلاء بھی اس کے مصداق میں داخل ہیں کہ یقین کو شک سے زائل نہیں کیا جا سکتا۔

113. قاعدہ الضرر یُزال

نقصان کو شریعت میں دور کیا جاتا ہے، اس پر کوئی حکم باقی نہیں رکھا جاتا۔

مثال: اگر روزہ رکھنے سے شدید مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو تو روزہ ساقط ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ حدیث « لاضرر ولاضرار » (وسائل الشیعہ) سے ماخوذ ہے، پس سنت اور سیرت عقلاء اس کے مصادر ہیں۔

عقل اور اجماع بھی اس قاعدے کے دلالتی مصادر میں شمار ہوتے ہیں۔

114. قاعدہ الشرکاء یتراجعون فی المغنم

شراکت دار مالِ نفع میں باہمی تقسیم کے حق دار ہوتے ہیں۔

مثال: اگر دو افراد مل کر تجارت کریں تو نفع و نقصان دونوں میں شریک ہوں گے۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل، سیرت عقلاء اور تعاملات عرفیہ سے اخذ کیا گیا ہے، جسے فقہا نے قبول کیا ہے۔

اس کی تائید قرآن مجید کی آیات شراکت (مثلاً: النساء 12) اور سنت سے بھی ہوتی ہے۔

115. قاعدہ الحمل للفراش

اگر عورت شادی شدہ ہو تو بچہ اس کے شوہر کی طرف منسوب کیا جائے گا، جب تک زنا ثابت نہ ہو۔

مثال: نکاح میں موجود عورت کے حمل پر زنا کا الزام صرف گواہوں کے بغیر قابلِ قبول نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ حدیث نبویؐ « الولد للفراش » سے مأخوذ ہے، پس سنت (قول) اس کا بنیادی

مصدر ہے۔
قضائی فقہی اجتہاد اور عرف و تعامل میں بھی اس کا استقرار ہوا ہے۔

116. قاعدہ النفع المترتب علی العبادۃ لا یوجب البطلان

عبادت سے حاصل شدہ فائدہ، اگر نیت عبادت ہی کی ہو، تو عبادت کو باطل نہیں کرتا۔
مثال: اگر کوئی نماز باجماعت ثواب کے لیے پڑھے اور ساتھ لوگوں کی نظر میں اچھا بھی بنے، تو نماز صحیح ہے بشرطیکہ ریا نہ ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل، سنت اور فقہی استقراء سے حاصل ہوتا ہے، اور نیت کی خلوص پر قرآن و سنت میں تاکید آئی ہے۔
ریا کی تعریف اور بطلان کے احکام اصولی و اخلاقی قواعد سے مأخوذ ہیں۔

117. قاعدہ لایجوز الایقاع بین المسلمین

مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے والا عمل شرعاً حرام ہے۔
مثال: کسی کے جھوٹے قول سے دو مؤمنین میں دشمنی ڈالنا گناہِ کبیرہ ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن مجید کی آیت ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10) سے ماخوذ ہے اور سنت میں شدید مذمت وارد ہوئی ہے۔
عقل اور سیرت عقلاء بھی تفرقہ اندازی کو مذموم قرار دیتی ہے۔

118. قاعدہ الغرر موجب للبطلان

غرر یعنی فریب یا بہت زیادہ غیر واضح معاہدہ شرعاً باطل ہوتا ہے۔

مثال: ایسی بیع جس میں خریدار کو چیز کی نوعیت، مقدار یا قیمت واضح نہ ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (قول معصومؑ) پر مبنی ہے، جیسے: "نهى رسول الله عن بيع الغرر"۔

سیرت عقلاء اور اجماع فقہاء بھی اس کے مؤید مصادر ہیں۔

119. قاعدہ لو لا الضرر لوجب القضاء

اگر ضرر نہ ہو تو قضائے عبادات واجب ہے۔

مثال: روزے کی قضا اُس مریض پر واجب ہے جو صحت یاب ہو گیا، بشرطیکہ ضرر نہ ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولِ عقل، قاعدہ لاضرر، اور فقہی اجتہاد سے حاصل ہوا ہے۔

سنت میں معذور کے لیے رخصت اور بعد از اں قضا کا حکم صراحت سے وارد ہوا ہے۔

120. قاعدہ لا يجوز للمتدين أن يتجسس على غيره

متدین (دینی پابند) انسان کو دوسرے کے ذاتی امور کی تجسس کی اجازت نہیں۔

مثال: کسی کے موبائل یا ای میل کی تفتیش کرنا جب تک ظلم یا فساد کا یقینی اندیشہ نہ ہو، ناجائز ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن مجید کی صریح آیت ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ (الحجرات:12) پر مبنی ہے۔
سنت و عقل دونوں اس کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں، اور اجماع فقہاء اس کا مؤید ہے۔

121. قاعدہ إنّ الناس مسلطون علی أموالهم

ہر انسان کو اپنے مال پر شرعی حدود کے اندر مکمل اختیار حاصل ہے۔
مثال: اگر کوئی شخص اپنی جائیداد وقف کرنا چاہے تو شرعاً اُسے روکا نہیں جا سکتا، جب تک وہ شعوری طور پر ایسا کرے۔

مصدر:

یہ قاعدہ حدیث "الناس مسلطون علی أموالهم" (وسائل الشیعہ) پر مبنی ہے جو سنت کا حصہ ہے۔
اسی قاعدے کو عقل و سیرت عقلاء نے بھی واضح طور پر تسلیم کیا ہے۔

122. قاعدہ إنّ الحوادث الواقعة یرجع فیها إلی رواة حدیثنا

نئے پیش آمدہ امور میں اہلِ بیتؑ کے حدیث جاننے والے علماء کی طرف رجوع کیا جائے گا۔
مثال: کسی جدید طبی مسئلے میں مجتہدین کی رائے معتبر ہو گی کیونکہ وہ اہلِ بیتؑ کے اقوال سے استنباط کرتے ہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ امام حسن عسکریؑ سے منسوب توقیع سے مأخوذ ہے: فارجعوا فیها إلی رواة حدیثنا

جو سنت تقریری ہے۔

یہ قاعدہ اجتہاد و اصول عملیہ کے دائرے میں بھی داخل ہے۔

123. قاعدہ حمل المطلق على المقيد إذا اتحد الحكم و السبب

اگر ایک دلیل مطلق ہو اور دوسری مقید، اور دونوں کا حکم و سبب ایک ہو تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

مثال: اگر ایک حدیث میں مطلقاً نماز کا ذکر ہو اور دوسری میں "وضو کے بعد" کی قید ہو، تو وضو والی قید ہی معتبر ہو گی۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصول فقہ کے قواعد اصولیہ میں سے ہے جو عقل و استقراء فقہی سے مستنبط ہے۔

اصولیین کی روشنی میں مطلق و مقید کا تعامل واضح طور پر متفق علیہ ہے۔

124. قاعدہ حرمة الغناء و لهو القول

لہو آمیز اور بیہودہ غنا (غناء) شریعت میں حرام ہے، اگرچہ فصاحت سے پڑھا جائے۔

مثال: ایسا گانا جو شہوت انگیز ہو، یا محفلِ گناہ سے مناسبت رکھتا ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن مجید کی آیت ﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ (لقمان: 6) اور متعدد احادیث کی بنیاد پر ہے۔

سنت و اجماع فقہا اس قاعدے کی حرمت پر متفق ہیں۔

125. قاعدہ یُحتمل الرجحان فیما یتعلق بحق الغیر

جب کسی معاملے میں کسی دوسرے کا حق ہو، اور تعارض یا شک ہو، تو حق والے کے فائدے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

مثال: کسی زمین پر دو افراد دعویٰ کریں، اور ایک کے پاس نسبی ثبوت ہوں، تو اسی کا اعتبار ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل و سیرت عقلاء پر مبنی ہے کہ شک کی صورت میں صاحبِ حق کی رعایت مقدم ہے۔

اصولی اجتہاد بھی قرائن و ترجیحات کو حجت مانتا ہے۔

126. قاعدہ یحرم الکسب المحرم و لایجوز التصرف فیه

حرام طریقے سے حاصل شدہ مال سے نفع اٹھانا اور استعمال کرنا بھی حرام ہے۔

مثال: اگر چوری سے حاصل شدہ رقم سے کوئی چیز خریدی جائے تو وہ ملکیت نہیں بنتی۔

مصدر:

قرآن کی آیت ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ (البقرہ: 188) اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

یہ قاعدہ سنت اور فقہی اجماع سے بھی مؤید ہے۔

127. قاعدہ إذا دار الأمر بین المحذورین یُختار أهون الشرین

جب دو برائیاں یا ممنوع کاموں میں سے ایک ضرور کرنا پڑے، تو کم تر خرابی کو اختیار کیا

جائے گا۔
مثال: اگر کسی کی جان بچانے کے لیے بغیر اجازت کسی کا خون لینا ہو، تو یہ قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔
مصدر:
یہ قاعدہ عقل مستقلہ اور قاعدہ التزاحم (اصولی اجتہاد) پر مبنی ہے۔
علمائے اصول اسے "تخییر بین الأهم و المهم" کی ذیل میں لاتے ہیں۔

128. قاعدہ الأصل براءة الذمة حتى تثبت المشغولية

اصل براءت الذمہ ہے، یعنی انسان پر کوئی ذمہ داری اس وقت تک عائد نہیں جب تک دلیل نہ ہو۔
مثال: اگر کسی پر قرض کا الزام ہو، مگر کوئی ثبوت نہ ہو، تو اس پر ادائیگی واجب نہیں۔
مصدر:
یہ قاعدہ اصولی قاعدہ براءت ہے جو عقل اور سیرت عقلاء سے مستنبط ہے۔
اصولِ عملیہ میں اس کا مقام بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

129. قاعدہ لا یصح العقد المعلق على مجهول

کسی مجہول یا غیر واضح شرط پر معاہدہ شرعی طور پر درست نہیں۔
مثال: "اگر کل موسم اچھا ہو تو میں تمہیں بیچوں گا" — یہ بیع معتبر نہیں۔
مصدر:
یہ قاعدہ سیرت عقلاء اور عقل کے قطعی قواعد پر مبنی ہے کیونکہ مجہول شرط عقد کی صحت کو

معلق کر دیتی ہے۔
اصولیین کے نزدیک یہ قاعدہ فقہی اصول و اجتہاد سے ثابت ہے۔

130. قاعدہ یجب دفع الضرر الأشد بالأخف

اگر دو ضرر ہوں تو بڑے ضرر کو دور کرنے کے لیے چھوٹے ضرر کو برداشت کرنا واجب ہوتا ہے۔
مثال: اگر کسی گاؤں میں وبا پھیلنے کے خطرے پر کچھ افراد کو قرنطینہ میں رکھنا پڑے تو یہ جائز ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قاعدہ لاضرر کی شاخ ہے جو قرآن (ضرر کی نفی)، سنت اور عقل پر قائم ہے۔
اصولی اجتہاد میں اس پر متعدد قواعد (تزاحم و تقدیم) کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔

131. قاعدہ التبعیة فی العقود

بعض معاملات میں ایک شے دوسری پر تابع ہوتی ہے، اور تابع شے کا حکم اصل شے کے تابع ہوتا ہے۔
مثال: اگر کوئی مکان بیچا جائے تو اس کے ساتھ لگی ہوئی تعمیر یا اشیاء (جیسے دروازے) بھی شامل ہوں گی، جب تک الگ نہ کی جائیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ عرف اور سیرت عقلاء پر مبنی ہے کہ اصل شے کے تابع اشیاء بھی اسی حکم میں

شامل ہوتی ہیں۔

اصولی اجتہاد اور فتوای فقہانے بھی اسے قاعدۂ مسلمہ مانا ہے۔

132. قاعدہ إنّ ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب

اگر کوئی چیز واجب کو مکمل کرنے کے لیے لازم ہو تو وہ بھی واجب ہو جاتی ہے۔

مثال: اگر نماز کے لیے پانی تک پہنچنے کے لیے روشنی کی ضرورت ہو تو چراغ جلانا واجب ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل مستقلہ اور قاعدۂ ملازمت (مقدمات واجب) پر مبنی ہے۔

اصول فقہ میں اسے واجبِ غیر کا قاعدہ کہا جاتا ہے۔

133. قاعدہ إنّ العادة محكمة في غير الأحكام التعبدية

عرف اور رائج عادت شرعی احکام میں حجت ہو سکتی ہے، بشرطیکہ وہ عبادت کے دائرے میں نہ ہو۔

مثال: خرید و فروخت میں رائج پیمائش یا ادائیگی کا طریقہ معتبر ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرت عقلاء اور عرف پر مبنی ہے، بشرطیکہ شریعت کے کسی نص کے مخالف نہ ہو۔

اجتہاد و استقراء فقہی سے بھی اس کی تائید کی گئی ہے۔

134. قاعدہ إنّ ما غُصِب لا يُملَك و لا يُباع

غصب کی گئی چیز شرعی طور پر فروخت نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اس کی ملکیت کسی کو منتقل ہوتی ہے۔

مثال: چوری شدہ گاڑی کی خرید و فروخت شرعاً باطل ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن کی آیت ﴿لا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ اور سنت کے نصوص پر مبنی ہے۔

اسے فقہی اجماع اور اصولی قواعد نے بھی ثابت کیا ہے۔

135. قاعدہ لا واجب مع العجز

جب کسی عمل کی انجام دہی پر انسان قادر نہ ہو، تو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

مثال: مریض اگر کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھنا واجب ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل اور قرآن کی آیت ﴿لا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ: 286) پر مبنی ہے۔

سنت میں بھی نبی اکرمؐ کا عمل اسی پر دلالت کرتا ہے۔

136. قاعدہ يد المسلم أمانة

مسلمان کے ہاتھ میں دیا گیا مال امانت ہے، اور وہ اس میں خیانت نہیں کر سکتا۔

مثال: اگر کوئی چیز کسی مسلمان کو امانتاً دی جائے تو وہ اس کا مالک نہیں بن سکتا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت، سیرت عقلاء اور اجماع فقہا پر قائم ہے۔

اصول فقہ میں "يد المسلم لا يدل على الملك إلا بقرينة" کے طور پر معروف ہے۔

137. قاعدہ الشرط المخالف للكتاب باطل

جو شرط قرآن یا سنت کے خلاف ہو، وہ شرعاً باطل ہے، خواہ فریقین اس پر راضی ہوں۔

مثال: نکاح میں ایسی شرط لگانا کہ شوہر بیوی سے ہمبستری نہ کرے — یہ شرط باطل ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن و سنت (مانند حدیث "كل شرط خالف كتاب الله فهو باطل") پر مبنی ہے۔

اجماع فقہا اور اصولی قواعد بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

138. قاعدہ الأصل في الناس العدالة حتى يثبت الفسق

ظاہر مسلمان کی عدالت کو اصل مانا جائے گا جب تک فسق ثابت نہ ہو۔

مثال: اگر کوئی مؤذن اذان دے رہا ہو تو اس کی اذان قابلِ اعتماد ہے، جب تک فسق نہ معلوم ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرت عقلاء اور فقہی استقراء سے ثابت ہے۔

فقہا نے اسے عدالتِ ظاہریہ کے باب میں قبول کیا ہے۔

139. قاعدہ انکار الحدیث المخالف للعقل القطعی

جو حدیث عقلِ قطعی کے خلاف ہو اور اس کی تاویل ممکن نہ ہو، اسے رد کیا جائے گا۔

مثال: اگر کوئی حدیث اللہ کے جسم رکھنے پر دلالت کرے تو اسے یا تو تاویل دی جائے گی یا رد۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقلِ قطعی اور قاعدہ ما حکم به العقل حکم به الشرع پر مبنی ہے۔

ائمہؑ کی احادیث بھی غیر معقول روایات کے رد پر دلالت کرتی ہیں۔

140. قاعدہ إنّ الأصل عدم النسخ إلا بدليل

کسی حکم کے منسوخ ہونے کا دعویٰ تبھی مانا جائے گا جب اس پر واضح دلیل ہو۔

مثال: اگر کوئی کہے کہ آیتِ وضو منسوخ ہے تو اس کے لیے دلیلِ ناسخ پیش کرنا لازم ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قاعدہ ہے جو عقل، اجتہاد اور سیرت فقہیہ پر مبنی ہے۔

ناسخ کی عدم موجودگی میں اصل استمرارِ حکم ہے، جو استقراء فقہی سے بھی ثابت ہے۔

141. قاعدہ لاضرر ولا ضرار في الإسلام

اسلام میں ایسا حکم نہیں جو ضرر (نقصان) کا باعث ہو یا دوسروں کو ضرر پہنچانے کی اجازت دے۔

مثال: اگر وضو یا روزہ کسی کے لیے جسمانی طور پر ضرر دہ ہو تو وہ ساقط ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قولِ معصومؑ سے ماخوذ ہے (حدیث لاضرر)، جسے اہل سنت وشیعہ دونوں نے متواتر کے قریب مانا ہے۔
عقل اور سیرتِ عقلاء بھی ضرر کو احکام سے خارج کرنے کا اصول تسلیم کرتی ہے۔

142. قاعدہ الشرك يوجب البطلان

عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا (شرک) عمل کو باطل کر دیتا ہے۔
مثال: اگر نماز میں ریا شامل ہو تو وہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن مجید سے ماخوذ ہے: ﴿إن الله لا يغفر أن يشرك به﴾ [نساء:48]۔
احادیثِ معصومینؑ میں بھی ریا کو شرکِ خفی اور عبادت باطل کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

143. قاعدہ لا يصح الإكراه في العقود

جبر کے ذریعے انجام پانے والے معاہدے شرعی طور پر صحیح نہیں ہوتے۔
مثال: اگر کسی سے زبردستی بیع کروائی جائے تو وہ بیع باطل ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن کے اصولِ لا إکراہ، اور قولِ معصومؑ: "رفع ما استُكرهوا عليه" سے ماخوذ ہے۔
عقل وسیرتِ عقلاء بھی اکراہ کو رضا کے منافی مانتی ہے اور اس پر عقود کو باطل سمجھتی ہے۔

144. قاعدہ إنّما الأعمال بالنیات

اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، جو نیت کرے گا اسی کے مطابق اس کا عمل شمار ہو گا۔
مثال: اگر کوئی وضو کرتے وقت نماز کے لیے نیت کرے تو وہ عبادت کے دائرے میں آئے گا، ورنہ نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ مشہور متواتر حدیث: "إنّما الأعمال بالنیات" سے مأخوذ ہے، جو صحیح سند سے متعدد کتب میں وارد ہوئی ہے۔
فقہی اعتبار سے عبادات میں نیت کو بنیادی عنصر مانا گیا ہے۔

145. قاعدہ الفرض لا یُترك إلا لفرض

فرض (واجب) کو صرف دوسرے فرض کے مقابلے میں ترک کیا جا سکتا ہے۔
مثال: اگر کوئی شخص نماز میں مشغول ہے اور اسی وقت کسی انسان کی جان بچانے کا فوری موقع ہو تو نماز توڑ سکتا ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی اجتہاد اور عقل کے قاعدہ "تزاحم بین واجبین" پر مبنی ہے، جس میں اہم تر فرض مقدم ہوتا ہے۔
سیرتِ عقلاء اور روایات بھی ترجیحِ اہم پر دلالت کرتی ہیں۔

146. قاعدہ إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام

جہاں حلال اور حرام کا اختلاط ہو اور جدائی ممکن نہ ہو، وہاں حرمت غالب ہو گی۔

مثال: اگر کسی برتن میں حلال اور حرام گوشت ایک ساتھ پک جائے اور جدا نہ کیا جا سکے، تو تمام حرام ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل، اجماع اور احادیث سے اخذ ہوتا ہے؛ "إذا اختلط الحلال بالحرام حرم" جیسی روایات اس پر شاہد ہیں۔

اصولی قاعدہ "احتیاط في المشتبه" بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

147. قاعدہ الشك في المفطر بعد الزوال لا يفسد الصوم

اگر زوال (دوپہر) کے بعد کسی کھانے پینے کی چیز کے مفطر ہونے میں شک ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مثال: کوئی دوا اگر روزے کو توڑتی ہے یا نہیں، اور اس کا شک زوال کے بعد ہو، تو روزہ درست ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ فقہی استقراء اور احادیث پر مبنی ہے جن میں مفطر کا علم زوال سے قبل ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اصولی قاعدہ "لا تنقض اليقين بالشك" بھی یہاں تطبیق پاتا ہے۔

148. قاعدہ التقية في موارد الخوف مشروعة

خوف و ضرر کے مواقع پر تقیہ جائز ہے۔

مثال: اگر کسی کو جان یا مال کا خطرہ ہو تو باطنی عقیدہ چھپا سکتا ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن کی آیات (مثلاً: ﴿إلا من أُكره وقلبه مطمئن بالإيمان﴾ [نحل:106]) اور احادیثِ تقیہ سے ثابت ہے۔

شیعہ فقہ میں اسے واجب و مشروع مانا گیا ہے جب خوف معتبر ہو۔

149. قاعدہ الأم يُقدَّم قولها في نسب الولد عند عدم البينة

اگر ولد کی نسب پر کوئی دلیل نہ ہو تو ماں کی گواہی مقدم رکھی جاتی ہے۔

مثال: اگر بچے کے باپ کا تنازع ہو اور کوئی گواہی موجود نہ ہو تو ماں کا قول معتبر ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرتِ عقلاء، فقہی استقراء اور بعض روایات (باب دعویٰ النسب) سے مأخوذ ہے۔

بعض فقہاء نے اسے اصولِ "البينة على المدعى" کے ضمن میں استثنائی طور پر ذکر کیا ہے۔

150. قاعدہ ما يُدرك بالأصل لا يُترك بالظن

جس چیز پر اصل سے حکم لگایا گیا ہو، اسے صرف ظن یا شک سے چھوڑا نہیں جا سکتا۔

مثال: اگر پانی کے پاک ہونے پر یقین ہو اور بعد میں اس کے نجس ہونے کا صرف احتمال ہو تو وہ پانی پاک ہی رہے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قاعدہ "استصحاب" اور "عدم نقض الیقین بالشك" سے مستنبط ہے۔
روایاتِ باب طہارت و نجاست میں بھی یقین کو شک پر مقدم کیا گیا ہے۔

151. قاعدہ کل عقد یضمن بصحیحه یضمن بفاسدہ

ہر وہ معاہدہ جو صحیح ہونے کی صورت میں ضمان (ذمہ داری) پیدا کرتا ہے، اگر فاسد ہو جائے تب بھی ضمان باقی رہتا ہے۔
مثال: اگر کوئی شخص بیع کے ذریعے مال خریدے لیکن بیع فاسد ہو (مثلاً شرط فاسد کے باعث)، پھر بھی مال واپس یا تاوان دینا ہوگا۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرت عقلاء اور فقہی استقراء سے ماخوذ ہے، جہاں ضمان عقلی و عرفی تقاضا ہے۔
اصولی اجتہاد کی روشنی میں فقہاء نے اسے معاملات کے باب میں معتبر قرار دیا ہے۔

152. قاعدہ لایجوز الجمع بین الأجیرین لنفس العمل

ایک ہی وقت میں ایک کام کے لیے دو افراد کو اجیر بنانا شرعی طور پر جائز نہیں اگر وہ ایک دوسرے کی خدمت کو باطل کر دیں۔
مثال: کسی ایک کام کے لیے دو استاد مقرر کیے جائیں جن کا دائرہ ایک ہو، تو پہلے اجیر کا حق مقدم ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقل اور عرفِ عقلا پر مبنی ہے تاکہ اجرت کے تنازع اور باہمی بطلان سے بچا جا

سکے۔

فقہی استقراء اور اصولی قاعدہ عدم التنافی فی التکالیف سے بھی تائید پاتا ہے۔

153. قاعدہ من أتلف مال الغیر فهو له ضامن

جو شخص دوسرے کا مال تلف کرے، وہ اس کا ضامن ہے۔

مثال: اگر کوئی کسی کی گاڑی توڑ دے تو اسے اس کی قیمت ادا کرنی ہو گی۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن کی آیت ﴿من اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی﴾ (البقرہ:194) اور سنت سے اخذ شدہ ہے۔

سیرت عقلاء اور فقہاء کے اجماعی فتاویٰ سے اس کی بنیاد ثابت ہے۔

154. قاعدہ لا رجوع فی الهبة بعد قبض

جب کوئی ہبہ (تحفہ) دے کر دوسرا قبضہ کر لے تو وہ ہبہ واپس نہیں لیا جا سکتا، مگر باپ کا بیٹے سے۔

مثال: اگر کسی کو گھر ہبہ کیا گیا اور وہ اس میں رہنے لگا، تو اب واپس لینا جائز نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (حدیث "الواهب لا یرجع") اور اجماع فقہا پر مبنی ہے۔

عقل و عرف میں بھی قبضے کے بعد واپسی خلافِ عدل سمجھی جاتی ہے۔

155. قاعدہ لا اعتبار للظن فی مقابل النص

جب نص (صریح دلیل) موجود ہو تو اس کے مقابلے میں ظن (گمان) کا اعتبار نہیں۔
مثال: اگر حدیث سے معلوم ہو کہ فجر کا وقت کب ہے، تو کسی کے ظن سے وہ وقت تبدیل نہیں ہو سکتا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قاعدہ ہے جسے قواعد اصولیہ و عملیہ میں داخل کیا جاتا ہے۔
قرآن و سنت میں نص قطعی کے مقابلے میں گمان کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔

156. قاعدہ لایجوز الجمع بین البنت وعمتها أو خالتها فی النكاح

بیٹی اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔
مثال: اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے نکاح کرے تو اس کی پھوپھی یا خالہ سے نکاح نہیں کر سکتا، جب تک پہلی بیوی نکاح میں ہو۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (النساء:23) اور صحیح سنت (حدیثِ تحریم الجمع) پر مبنی ہے۔
اس پر فقہی اجماع بھی پایا جاتا ہے۔

157. قاعدہ العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب

دلیل کا اعتبار اس کے عموم الفاظ سے ہوتا ہے، نہ کہ خاص سبب سے۔
مثال: اگر آیت کسی خاص واقعے پر نازل ہو مگر اس کا حکم عام ہو تو ہر صورت میں اس کا اطلاق عام ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قاعدہ ہے جو اصولِ تفسیر اور اصول فقہ میں مسلم ہے۔
عقل و عرف بھی لفظ کی عمومیت کو فوقیت دیتے ہیں، نہ کہ اسبابِ نزول کو۔

158. قاعدہ الرد فی المیراث إلی العصبة

جب وارث معین نہ ہو یا باقی مال بچ جائے تو وہ عصبات (قریبی رشتہ داروں) کو واپس دیا جاتا ہے۔
مثال: اگر بیٹی کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو باقی ترکہ اُسے واپس دے دیا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ قرآن (النساء: 11) کی روشنی میں فقہی استقراء سے ماخوذ ہے۔
اہلِ بیتؑ کی سنت اور اجماع فقہا نے اس کی تطبیق کی ہے۔

159. قاعدہ إنّ الأصل فی العقود اللزوم لا الجواز

اصل یہ ہے کہ معاہدے لازم ہوتے ہیں اور انہیں بلا وجہ فسخ نہیں کیا جا سکتا۔
مثال: کرایہ نامہ یا خریداری کا معاہدہ اگر طے پا گیا ہو تو فریقین اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے، سوائے شرعی مجوزات کے۔

مصدر:

یہ قاعدہ سیرت عقلاء اور اصولی قاعدہ لزوم العقود بعد الانعقاد پر مبنی ہے۔
فقہی اجتہاد نے اسے معاملات کے استقرار و تحفظ کے لیے تسلیم کیا ہے۔

160. قاعدہ لایصح بیع ما لیس عندہ

جس چیز پر کسی کو اختیار یا قبضہ نہ ہو، اس کی بیع شرعاً درست نہیں۔

مثال: اگر کوئی کہے کہ میں تمہیں وہ گاڑی بیچتا ہوں جو میرے پاس نہیں، تو یہ بیع باطل ہو گی۔

مصدر:

یہ قاعدہ سنت (حدیث: "لا تبع ما لیس عندك") اور سیرت عقلاء سے ثابت ہے۔

اصولی اجتہاد اور فقہی ضوابط نے اس کو بیوع کے ابواب میں نافذ کیا ہے۔

161. قاعدہ لایبطل الدم إلا بالعلم بموته

جب کوئی شخص گم ہو جائے اور اس کی موت ثابت نہ ہو تو اسے مردہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مثال: اگر کوئی جنگ یا سیلاب میں لاپتا ہو جائے اور اس کی لاش نہ ملے تو اس کی بیوی عدت کے بعد دوسرا نکاح نہیں کر سکتی جب تک موت کا علم نہ ہو۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور اصولی اجتہاد۔ روایتِ معتبرہ میں آیا ہے کہ "المرأة لا تتزوج حتى تعلم موت زوجها"، نیز اصولی طور پر اصل بقاء الحیات ہے۔

162. قاعدہ یجب الوفاء بالشروط غیر المخالفة للشرع

ایسے تمام معاہدے اور شرطیں جنہیں شرع رد نہ کرے، ان کا پورا کرنا واجب ہے۔

مثال: اگر کوئی کہے کہ میں تمہیں قرض دیتا ہوں اس شرط پر کہ تم واپس ادا کرو گے تو یہ شرط لازم ہے۔

مصدر: سنت(قول معصومؑ)۔ معتبر حدیث ہے: "المؤمنون عند شروطھم، إلا شرطاً حرّم حلالاً أو أحلّ حراماً"۔ اجماع و عقل بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

163. قاعدہ لایثبت الحد بالشبھة

حد (شرعی سزا) اس وقت ثابت نہیں ہوتی جب شبہہ پایا جائے۔
مثال: اگر کوئی شخص زنا کا مرتکب ہو مگر نکاح جیسی کسی شبہہ کی حالت میں، تو حد ساقط ہو جائے گی۔
مصدر: سنت(قول معصومؑ)۔ امام علیؑ کا فرمان ہے: "ادرءوا الحدود بالشبھات"۔ اس پر فقہاء کا اجماع بھی موجود ہے۔

164. قاعدہ العبرة فی المعاملات للمقاصد لا للألفاظ

معاملات میں اصل اعتبار مقصد کا ہوتا ہے، محض الفاظ کا نہیں۔
مثال: اگر کوئی کسی چیز کو "تحفہ" کہے مگر قیمت بھی لے، تو یہ در حقیقت بیع ہے۔
مصدر: سیرت عقلاء اور استقراء فقہی۔ عقلا ہمیشہ معاملات میں مقصد کو مد نظر رکھتے ہیں اور فقہی متون میں یہی روش ہے۔

165. قاعدہ الماء قلیلًا کان أو کثیرا لا ینجس إلا أن یتغیر

پانی قلیل ہو یا کثیر، نجاست سے صرف اس وقت نجس ہوتا ہے جب اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔
مثال: اگر کسی نالی کا پانی نظر آنے والی نجاست سے متاثر نہ ہو تو وہ پاک رہتا ہے۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ)۔ معتبر روایات میں وارد ہوا کہ "الماء یبقی طاهراً حتی یتغیر ریحه أو لونه أو طعمه"۔ اصولی اجتہاد بھی اس کا مؤید ہے۔

166. قاعدہ أن الأصل فی الإنسان البراءة و الطهارة

اصل یہ ہے کہ انسان پاک ہے اور بے قصور ہے، جب تک اس کے خلاف دلیل نہ ہو۔

مثال: اگر کسی پر چوری کا الزام ہو اور کوئی ثبوت نہ ہو تو اسے چور نہیں کہا جا سکتا۔

مصدر: قواعد اصولیہ (اصالۃ الطھارۃ و البراءۃ)۔ اصول فقہ میں یہ مسلم اصول ہے کہ انسان پاک اور بری الذمہ ہے جب تک خلاف ثابت نہ ہو۔

167. قاعدہ الید أمارة علی الملك

کسی چیز پر قبضہ ظاہر کرے کہ وہ اس کی ملکیت ہے، جب تک کوئی خلاف دلیل نہ ہو۔

مثال: اگر کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی کتاب ہے اور کوئی اور دعویٰ نہ کرے تو وہ اس کی مانی جائے گی۔

مصدر: سیرت عقلاء اور اصولی اجتہاد۔ عقلاء کے نزدیک کسی چیز پر قبضہ ملکیت کی علامت ہے اور فقہاء نے اسے امارہ بر ملکیت قرار دیا۔

168. قاعدہ لیس علی الأمین ضمان إلا بالتعدی أو التفریط

امین اگر مال ضائع کر دے تو وہ ضامن نہیں ہو گا، جب تک کہ اس نے خیانت یا کوتاہی نہ کی ہو۔

مثال: اگر کوئی کسی کے پاس امانت رکھے اور وہ جل جائے، تو وہ شخص ذمہ دار نہیں۔

مصدر: سنت اور استقراء فقہی۔ روایات میں آیا ہے کہ "لا ضمان علی الأمین إلا أن یتعدی"، اور کتب فتاویٰ میں بارہا دہرایا گیا ہے۔

169. قاعدہ من ترك التسمية ناسيًا فذبيحته حلال

جو شخص ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا بھول جائے، اس کا ذبیحہ پھر بھی حلال ہوتا ہے۔
مثال: اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو اسلامی طریقے سے ذبح کرے اور "بسم اللہ" کہنا بھول جائے تو گوشت جائز ہے۔
مصدر: سنت (قول معصومؑ)۔ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ اگر تسمیہ ترک نسیاناً ہو تو ذبیحہ جائز ہے۔ اصولی اجتہاد بھی نسیان کے عذر کو تسلیم کرتا ہے۔

170. قاعدہ الأصل في الميّت التحريم إلا ما خرج بالدليل

مردار اشیاء حرام ہیں، سوائے ان کے جن کی اجازت دلیل سے دی گئی ہو۔
مثال: مچھلی اگر زندہ پکڑی گئی ہو اور خود مر جائے تو جائز ہے، کیونکہ اس کی حرمت سے دلیل نے استثناء کیا ہے۔
مصدر: قرآن مجید (سورہ انعام: 145)۔ "حرّمت علیکم المیتة"، اور دلیلِ خاصہ کے ذریعے مستثنیٰ اشیاء کو مباح قرار دیا گیا جیسے مچھلی۔

171. قاعدہ الأصل في المعاملات الصحة

معاملات میں اصل صحت ہے، یعنی جب تک خلاف ثابت نہ ہو، معاملہ صحیح سمجھا جائے گا۔
مثال: اگر دو اشخاص کے درمیان بیع ہوئی ہو اور کسی شرط کی خلاف ورزی یا خرابی کی دلیل

نہ ہو تو بیع صحیح مانی جائے گی۔

مصدر : سیرت عقلاء اور اصولی اجتہاد۔

عقلاء معاملات کو بظاہر صحیح مانتے ہیں جب تک فساد کی دلیل نہ ہو، اور فقہاء نے اس کو اصول "اصالۃ الصحۃ" کے تحت قبول کیا ہے۔

172. قاعدہ لا عبرۃ للظن بعد الفحص

اگر تحقیق کے بعد بھی کوئی چیز معلوم نہ ہو تو ظن کا اعتبار نہیں۔

مثال: اگر نماز کے وقت قبلہ کے بارے میں تحقیق کی گئی اور سمت کا یقین نہ آیا، تو ظن پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

مصدر : عقل اور اصولی اجتہاد۔

عقل کہتی ہے کہ جب فحص (تلاش) کے بعد بھی علم حاصل نہ ہو تو ظن قابلِ اعتماد نہیں۔

یہ اصول فقہ میں "عدم الاعتناء بالظن بعد الفحص" کے تحت آتا ہے۔

173. قاعدہ سقوط الأمر مع الامتثال

جب کوئی واجب عمل ادا ہو جائے تو اس پر وجوب ختم ہو جاتا ہے۔

مثال: اگر نماز ادا کر لی گئی تو دوبارہ اس کا ادا کرنا واجب نہیں۔

مصدر : اصولی اجتہاد اور عقل۔

اصولی قاعدہ ہے کہ واجب عمل ادا ہونے کے بعد اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے، جیسے "امتثال الامر یسقط الامر" کا اصول۔

174. قاعدہ الشك بعد العمل لا يعتنى به

عمل کے بعد اگر شک پیدا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

مثال: نماز ختم کرنے کے بعد اگر شک ہو کہ ایک رکعت کم پڑھی ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

مصدر : سنت (قول معصومؑ) اور اصولی اجتہاد۔

ائمہؑ سے وارد روایات میں ہے کہ "إذا شك بعد الفراغ فلا يلتفت"، اور فقہی اصول بھی یہی کہتے ہیں۔

175. قاعدہ تجب النية في العبادات دون المعاملات

عبادت میں نیت شرط ہے، جب کہ معاملات میں اکثر صورتوں میں نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مثال: اگر زکوٰۃ دی جا رہی ہو تو نیت شرط ہے، لیکن اگر کسی نے تحفہ دیا ہو اور لینے والے نے بیع سمجھا، تو بیع شمار ہو سکتی ہے۔

مصدر : سنت (قول و فعل معصومؑ) اور استقراء فقہی۔

عبادات میں نیت کی شرط روایات سے ثابت ہے، جب کہ معاملات میں اکثر فقط ظاہری عمل کافی سمجھا گیا ہے۔

176. قاعدہ الكل مشغول بذمته بالأداء حتى يثبت خلافه

جب تک خلاف ثابت نہ ہو، ہر شخص پر اپنی ذمہ داری کو ادا کرنا واجب ہے۔

مثال: اگر کسی نے قرض لیا اور وہ انکار نہ کرے، تو اسے ادا کرنا ہوگا۔

مصدر : اصولی اجتہاد اور سیرت عقلاء۔

اصول "اشتغال ذمۃ" کے تحت ہر شخص کو ذمے داری کی ادائیگی تک بری الذمہ نہیں سمجھا جاتا۔

177. قاعدہ لولا الدلیل لکان الأصل عدم الحجیۃ

اگر کوئی دلیل نہ ہو تو اس بات کا اصل یہ ہوگا کہ وہ چیز حجت نہیں۔

مثال: اگر کسی حدیث کی سند ثابت نہ ہو تو وہ حجت نہیں مانی جائے گی۔

مصدر : عقل اور اصولی قواعد۔

یہ قاعدہ "الأصل عدم الحجیۃ" کہلاتا ہے، اور عقل کہتی ہے کہ ہر دعویٰ حجیت دلیل کا محتاج ہے۔

178. قاعدہ إنّ الفساد فی المعقود علیہ یوجب بطلان العقد

اگر جس چیز پر معاہدہ ہو وہ فاسد ہو تو پورا معاہدہ باطل ہو جائے گا۔

مثال: شراب کی بیع فاسد ہے، اس پر کیا گیا معاہدہ بھی شرعاً باطل ہو گا۔

مصدر : سنت اور اجماع۔

ائمہؑ کی روایات سے ثابت ہے کہ فاسد چیز (جیسے خنزیر، شراب) پر بیع یا نکاح کا عقد شرعاً باطل ہے۔ فقہی اجماع بھی موجود ہے۔

179. قاعدہ یُحمل فعل المسلم علی الصحۃ

مسلمان کا عمل ظاہراً صحیح سمجھا جائے گا جب تک خلاف دلیل نہ ہو۔

مثال: اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ غلط پڑھ رہا ہے، جب تک خلاف ثابت نہ ہو۔

مصدر: سیرت عقلاء اور اصولی اجتہاد۔

یہ قاعدہ "حمل فعل المسلم علی الصحة" کہلاتا ہے جو عقلاء کی سیرت اور فقہی عمل پر مبنی ہے۔

180. قاعدہ التابع تابع فی الحکم و الإلغاء

تابع شے اپنے متبوع کے حکم میں شریک ہوتی ہے۔

مثال: اگر کسی چیز کو خریدنے میں وہ تھیلی بھی شامل ہو جس میں وہ رکھی ہے تو تھیلی کی بیع بھی درست ہے، جب تک الگ نہ کی جائے۔

مصدر: عقل اور استقراء فقہی۔

یہ قاعدہ عمومی عقلی قاعدہ ہے جو فقہ کے متعدد ابواب میں دلالت کے ساتھ استعمال ہوا ہے، جیسے عقد، طلاق، بیع وغیرہ۔

181. قاعدہ الساقط لا یعود إلا بدلیل

جو چیز ایک بار ساقط ہو جائے، وہ بغیر دلیل کے دوبارہ لازم نہیں ہو سکتی۔

مثال: اگر تیمم کی حالت میں نماز پڑھ لی گئی اور وقت ختم ہو گیا تو وضو لازم نہیں، الا یہ کہ کوئی نئی دلیل موجود ہو۔

مصدر: عقل اور اصولی اجتہاد۔

عقل اور اصولیین کا مسلمہ اصول ہے کہ جو حکم ساقط ہو چکا ہو وہ از سرِ نو واجب نہیں ہو سکتا جب تک کوئی معتبر دلیل اسے دوبارہ لازم قرار نہ دے۔

182. قاعدہ الأصل فی الألفاظ الحقیقۃ

الفاظ کا اصل استعمال حقیقت پر ہوتا ہے، مجاز تب مانا جائے گا جب قرینہ ہو۔

مثال: "نماز قائم کرو" کا مطلب ظاہری طور پر فزیکل اقامت ہی ہو گا، جب تک مجازی معنی کی کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔

مصدر : اصولی اجتہاد۔

اصولیین کے نزدیک "الاصل فی اللفظ الحقیقۃ" ایک معروف قاعدہ ہے جو الفاظ کی دلالت میں استعمال ہوتا ہے، جب تک مجاز پر قرینہ نہ ہو۔

183. قاعدہ الغرر موجب للفساد فی المعاملات

معاملات میں خطرہ یا غیر یقینی (غرر) پایا جائے تو وہ معاہدہ فاسد ہوتا ہے۔

مثال: اگر کسی نے ایسی چیز بیچی جو نہ دکھائی گئی، نہ مقدار معلوم ہو تو بیع باطل ہے۔

مصدر : سنت (قول معصومؑ) اور سیرت عقلاء۔

پیغمبرؐ نے غرری بیع سے منع فرمایا ("نَھی رسول اللہ عن بیع الغرر") اور عقلاء بھی غرر کو معاملہ فاسد مانتے ہیں۔

184. قاعدہ الاکتفاء بالقرائن فی الإثبات عند تعذر البینۃ

جب گواہی فراہم نہ ہو سکے تو قرائن کو بھی اثبات کے لیے کافی سمجھا جا سکتا ہے۔

مثال: چوری کے شواہد موجود ہوں اور گواہ نہ ہوں، تو قرائن سے حکم دیا جا سکتا ہے۔
مصدر : عقل، سیرت عقلاء، اور سنت۔
عقل و عرف جب گواہی ممکن نہ ہو تو قرائن کو حجت مانتے ہیں، اور روایات میں بھی قرائن سے فیصلے کی نظیر موجود ہے۔

185. قاعدہ الأصل عدم الاشتغال بالذمة

اصل یہ ہے کہ انسان کی ذمے داری خالی ہے جب تک خلاف ثابت نہ ہو۔
مثال: اگر کسی پر قرض کا دعویٰ ہو لیکن کوئی ثبوت نہ ہو تو وہ بری الذمہ سمجھا جائے گا۔
مصدر : اصولی اجتہاد اور عقل۔
یہ اصول "أصالة البراءة" کہلاتا ہے، یعنی جب تک ذمے داری پر کوئی دلیل نہ ہو، وہ ساقط شمار ہوتی ہے۔

186. قاعدہ تعدد الأسباب لا یوجب تعدد المسببات

اگر ایک چیز کے متعدد اسباب ہوں تو اس سے نتیجہ (مسبب) صرف ایک بار ہی ثابت ہو گا۔
مثال: اگر کسی شخص پر دو وجوہات سے وضو واجب ہو، تو ایک وضو کافی ہے۔
مصدر : عقل اور اصولی اجتہاد۔
یہ اصول عقل و فقہ دونوں میں مسلم ہے کہ اگر نتیجہ (مسبب) ایک ہو تو مختلف اسباب اس کو دہرائے بغیر حاصل کرتے ہیں، جیسے ایک وضو متعدد وجوب کے باوجود کافی ہے۔

187. قاعدہ الجهل بالحكم ليس عذراً في غير الضروريات

ضروریات دین کے علاوہ کسی حکم کے بارے میں جہالت عذر نہیں۔

مثال: اگر کوئی زنا کے حرام ہونے کو نہ جانے تو یہ عذر نہیں ہو گا، کیونکہ یہ واضح حرمت میں آتا ہے۔

مصدر : سنت (قول معصومؑ) اور اجماع۔

ائمہؑ نے واضح فرمایا کہ "الجاهل بالحكم لا يُعذر فيما يعلم من الدين بالضرورة"، اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے۔

188. قاعدہ الأصل في الإذن في التصرف عدمه

کسی کے مال یا حق میں تصرف کی اجازت نہ ہونے کا اصل حکم یہی ہے کہ اجازت نہیں۔

مثال: کسی کا فون استعمال کرنا جائز نہیں، جب تک مالک کی اجازت نہ ہو۔

مصدر : عقل اور سیرت عقلاء۔

عقلاء کسی کے مال میں تصرف کو بلا اجازت ناجائز سمجھتے ہیں، اور فقہ میں بھی "عدم الاذن" کو اصل مانا گیا ہے۔

189. قاعدہ لا يجب على الإنسان ما لا يقدر عليه

جس چیز پر انسان کی قدرت نہ ہو، وہ اس پر واجب نہیں۔

مثال: اگر کوئی مریض روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں۔

مصدر : قرآن مجید اور عقل۔

آیاتِ کریمہ: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ:286)؛ اور عقل بھی عجز کی حالت میں تکلیف کو ساقط سمجھتی ہے۔

190. قاعدہ العادۃ محکّمۃ ما لم تخالف الشرع

عرف یا رائج عادت کو شرعی احکام میں حجت مانا جاسکتا ہے جب تک وہ شریعت سے متصادم نہ ہو۔

مثال: اگر کسی علاقے میں مہر کی مقدار عرفاً طے ہو، تو وہ قابلِ قبول ہے۔

مصدر: سیرت عقلاء، استقراء فقہی، اور اصولی اجتہاد۔

فقہی قاعدہ "العادۃ محکّمۃ" عرف کے معتبر ہونے پر مبنی ہے، جب تک وہ کسی نص یا حکمِ شرعی سے متصادم نہ ہو۔

191. قاعدہ المتیمم إذا وجد الماء بطل تیممہ

اگر تیمم کے بعد پانی میسر آجائے تو تیمم باطل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وقت باقی ہو۔

مثال: کسی نے نماز کے لیے تیمم کیا اور نماز سے پہلے پانی مل گیا، تو اب وضو کرنا واجب ہو گا۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) اور استقراء فقہی۔

ائمہؑ کی روایات میں ہے کہ پانی کے حصول پر تیمم باطل ہو جاتا ہے، اور فقہا نے اس پر عمل کر کے قاعدہ اخذ کیا۔

192. قاعدہ من ملك شيئاً ملك الإقرار به

جو کسی چیز کا مالک ہو، اسے اس کا اقرار کرنے کا بھی حق حاصل ہوتا ہے۔

مثال: اگر کسی نے کسی چیز کو بیچنے کا دعویٰ کیا اور وہ مالک ہے، تو اس کا اقرار معتبر ہو گا۔

مصدر : عقل اور سیرت عقلاء۔

عقل و عرف کے مطابق جو کسی چیز کا مالک ہو، اسے اس سے متعلق اعتراف کا بھی اختیار ہوتا ہے، اس پر فقہی بناء بھی ہے۔

193. قاعدہ من تعذر عليه الأصل يرجع إلى البدل

جب اصل عمل ممکن نہ ہو تو اس کا بدل واجب ہو جاتا ہے۔

مثال: اگر روزہ رکھنے کی قدرت نہ ہو تو فدیہ دیناواجب ہو گا۔

مصدر : اصولی اجتہاد اور سیرت عقلاء۔

یہ قاعدہ قاعدہ "ما لایُدرَك كلُّه لایُترَك كلُّه" سے بھی مربوط ہے، اور بدل کی حجیت پر عرف و عقل دونوں متفق ہیں۔

194. قاعدہ من سبق إلى ما لا يسبق إليه أحد فهو أحق به

جس چیز پر کسی نے پہلے قبضہ کیا ہو، جو سبقت کے بغیر کسی اور کو نہیں مل سکتی، وہ اسی کی ہو گی۔

مثال: اگر کسی نے بنجر زمین آباد کی تو وہ اس کی ملکیت ہو جائے گی۔

مصدر : سنت (قولِ معصومؑ) اور سیرت عقلاء۔

روایت ہے: " من أَحيى أرضًا مواتًا فهي له "، اور عرف میں بھی جو پہلے محنت کرے، وہ حقدار ہوتا ہے۔

195. قاعدہ من ارتکب أخف الضررین دفع الأشد

جب دو ضرر (نقصان) ہوں تو کم تر کو قبول کر کے بڑے کو روکا جائے گا۔

مثال: اگر روزہ رکھنے سے موت کا اندیشہ ہو تو روزہ ترک کیا جا سکتا ہے۔

مصدر : عقل اور اصولی اجتہاد۔

عقل بدیہی طور پر بڑے ضرر کو روکنے کے لیے چھوٹے ضرر کو ترجیح دیتی ہے، اور یہ اصول فقہ میں مسلم ہے۔

196. قاعدہ من وجب علیه الشیء وجب علیه مقدماته

جس پر کوئی چیز واجب ہو اس پر اس کی مقدمات بھی واجب ہوں گے۔

مثال: اگر نماز واجب ہے تو وضو بھی واجب ہو گا کیونکہ وہ اس کا مقدمہ ہے۔

مصدر : عقل اور قواعد اصولیہ۔

اگر کسی پر کوئی چیز واجب ہو تو اس کے لیے لازم وسائل یا مقدمات بھی عقلاً و فقہاً واجب ہوتے ہیں، جیسے وضو نماز کے لیے۔

197. قاعدہ لایجوز القضاء بین الناس لمن لیس أهلاً له

جو شخص قضاوت کی اہلیت نہ رکھتا ہو، اس کے لیے لوگوں کے درمیان فیصلے کرنا جائز نہیں۔

مثال: اگر کوئی شخص دینی تعلیم یا اجتہادی درجہ نہیں رکھتا تو اس کے فیصلے نافذ نہیں ہوں گے۔

مصدر : سنت (قول و فعل معصومؑ) اور اجماع۔

ائمہؑ نے غیر مجتہد کو قضاوت سے منع فرمایا، اور فقہا کا اجماع ہے کہ قضاوت کے لیے اجتہاد یا اہلیت ضروری ہے۔

198. قاعدہ القرعة لكل أمر مشتبه

جب دو چیزوں میں اشتباہ ہو جائے اور کوئی اور راہ نہ ہو تو قرعہ اندازی کی جائے گی۔

مثال: اگر دو بچے یتیم ہیں اور وارث ایک لباس کا دعویٰ کریں تو قرعہ ڈالا جائے گا۔

مصدر : سنت (قول معصومؑ) اور اصولی اجتہاد۔

روایات میں قرعہ اندازی کو شرعی اشتباہات کے حل کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، جیسے:

"القرعة لكل أمر مشتبه."

199. قاعدہ الجهل بالموضوع عذر دون الجهل بالحكم

کسی موضوع کے بارے میں لاعلمی معذور ہے، مگر حکم کے بارے میں نہیں۔

مثال: اگر کسی نے روزہ رکھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ آج عید ہے تو وہ معذور ہو گا۔

مصدر : اصولی اجتہاد اور عقل۔

اصولیین اس امر پر متفق ہیں کہ موضوع میں جہل عذر ہے، مگر حکم میں نہیں، کیونکہ احکام کا سیکھنا ممکن و واجب ہوتا ہے۔

200. قاعدہ قاعدۃ نفی الحرج فی التکالیف الشرعیۃ

شریعت میں وہ تکلیف (واجب / حرام) ساقط ہو جاتی ہے جس سے شدید حرج پیدا ہو۔

مثال: اگر روزہ رکھنا مریض کے لیے سخت ضرر یا مشقت کا باعث ہو تو واجب نہیں۔

مصدر : قرآن مجید اور سنت۔

آیت: ﴿ما جعل علیکم فی الدین من حرج﴾ (الحج:78)، اور ائمہ ؑ کی متعدد روایات حرج کے نفی پر دلالت کرتی ہیں۔

201. قاعدہ السلطنۃ علی النفس کما ھی علی المال

جیسے انسان کو اپنے مال پر اختیار ہے ویسے ہی وہ اپنے جسم پر بھی حاکم ہے، مگر شریعت کی حدود کے ساتھ۔

مثال: کسی کو اپنے جسم کے اعضا کا عطیہ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ شریعت کی خلاف ورزی نہ کرے۔

مصدر : عقل و سیرت عقلاء۔

جس طرح عقلاء اپنے مال پر تصرف کو تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح جسم پر بھی حدودِ شرع میں اختیار کو فطری مانتے ہیں، اور فقہا نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔

202. قاعدہ الغلبۃ فی الأموال و الأعمال لا تکشف عن الحق

محض غلبہ یا رواج کسی چیز کو حق یا شرعی نہیں بنا دیتا۔

مثال: اگر بازار میں سود کا رواج ہو، تب بھی سود شرعاً جائز نہیں ہو جائے گا۔

مصدر : قرآن و سنت۔

قرآن نے کثرتِ باطل کو حق قرار دینے سے منع فرمایا(الأنعام:116)اور روایات بھی اہل باطل کے غلبے کو حق کا معیار نہیں مانتیں۔

203۔ قاعدہ وجوب دفع الضرر عن الغیر کدفعه عن النفس

دوسرے کو ضرر پہنچنے سے بچانا اسی طرح واجب ہے جیسے اپنے آپ کو بچانا۔

مثال: اگر کسی کو ڈوبنے سے بچا سکتے ہیں تو اس کی جان بچانا واجب ہے۔

مصدر : عقل و سنت۔

عقلِ عملی دوسرے کی جان بچانے کو اپنے جیسا واجب قرار دیتی ہے، اور روایات میں بھی "من رأى منكم منكراً فليغيّره" جیسے احکام موجود ہیں۔

204۔ قاعدہ لایبطل المعروف بالتقادم

نیکی یا معروف (قانونی حق) وقت گزرنے سے ختم نہیں ہوتا۔

مثال: اگر کسی نے کسی کو قرض دیا ہو اور مدت گزر جائے تو حق ساقط نہیں ہوتا۔

مصدر : سیرت عقلاء و اصولی اجتہاد۔

عرف اور عقلاء کے ہاں حق کی بقا اصل ہے، محض وقت کے گزرنے سے ساقط نہیں ہوتا؛ فقہا نے بھی اسے استصحابِ حق سے اخذ کیا۔

205۔ قاعدہ حمل المطلق على الفرد الشائع لا على الفرد النادر

جب کوئی مطلق حکم آئے تو اسے عرفی عام فرد پر محمول کیا جائے گا، نادر پر نہیں۔

مثال: اگر نماز کی بات ہو تو عرفاً پنجگانہ نماز مراد لی جائے گی، نوافل نہیں۔

مصدر : اصول فقہ (قواعد اصولیہ)۔
یہ قاعدہ اصولی طور پر مطلقات کی تفسیر میں استعمال ہوتا ہے کہ مطلق لفظ عرفی عام فرد پر محمول ہو گا، جیسا کہ فقہی کتب میں بیان ہے۔

206. قاعدہ الجعل لا يقتضي التنجز ما لم يكن منجزاً

جعل یا وعدہ جب تک منجّز (مؤثر و فوری) نہ ہو، واجب العمل نہیں ہوتا۔
مثال: اگر کوئی وعدہ کرے کہ میں فلاں چیز تمہیں دوں گا، مگر وقت طے نہ کرے، تو فوری مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔
مصدر : سیرت عقلاء و اصولی استقراء۔
معاہدہ، وعدہ اور جعل جیسے امور میں عرفاً تنجّز کی شرط مانی جاتی ہے؛ اصولی اجتہاد میں اس کی متعدد مثالیں ہیں۔

207. قاعدہ تعذر الوفاء لا يبطل العقد مطلقاً

ادائیگی میں دشواری ہر معاہدے کو باطل نہیں کرتی۔
مثال: اگر بیچنے والے کے پاس فی الوقت مال نہ ہو لیکن وہ بعد میں دے سکتا ہو تو بیع قائم رہے گی۔
مصدر : سیرت عقلاء و قواعد عملیہ۔
اگر عقد کا امکان باقی ہو تو عرفاً معاہدہ باطل نہیں مانا جاتا؛ شریعت نے بھی عقود میں یُسر کو ترجیح دی ہے نہ کہ فوری فسخ۔

208. قاعدہ ما لا یتم الواجب إلا به فهو واجب

وہ چیز جس کے بغیر واجب عمل ممکن نہ ہو، وہ بھی واجب ہوتی ہے۔

مثال: اگر حج کے لیے پاسپورٹ درکار ہو تو اس کا بنوانا واجب ہو گا۔

مصدر : عقل و اصول فقہ۔

یہ قاعدہ بدیہی عقلی ہے اور اصولیین نے اسے واجبات کے مقدمات کے باب میں بطور مسلم اصول درج کیا ہے۔

209. قاعدہ السکوت فی معرض البیان بیان

بیان کی جگہ پر خاموشی بھی ایک طرح کا بیان سمجھی جاتی ہے۔

مثال: اگر کوئی پوچھے کہ یہ بیع جائز ہے؟ اور فقیہ خاموش رہے جہاں اظہار ضروری ہو، تو یہ دلالت کر سکتی ہے کہ وہ راضی نہیں۔

مصدر : اصول فقہ و سیرت عقلاء۔

جب بیان کا موقع ہو تو سکوت عرفاً دلالت پر محمول ہوتا ہے، اور اصول فقہ میں یہ قاعدہ "المقام مقام البیان" کے تحت معروف ہے۔

210. قاعدہ أنّ من أحيى أرضاً مواتاً ملكها

جو شخص بنجر زمین کو زندہ کرے، وہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔

مثال: اگر کوئی زمین کو قابلِ کاشت بنائے تو وہ اس کی ملکیت ہو جاتی ہے، بشرطیکہ زمین امامؑ کی ملکیت نہ ہو یا کسی اور کی پہلے سے نہ ہو۔

مصدر : سنت و اجماع۔

ائمہؑ کی متعدد معتبر روایات میں آیا ہے کہ جو بنجر زمین آباد کرے وہ اس کی ملکیت ہے، اور فقہا کا اجماع بھی اسی پر ہے۔

211. قاعدہ التبعیۃ فی الضمان

تابع شے کا ضمان (ذمہ داری) بھی متبوع کے ساتھ ہوتا ہے۔

مثال: اگر کسی نے جانور خریدا اور اس کے ساتھ بندھی زنجیر بھی فروخت میں شامل تھی، تو زنجیر کی خرابی کا ضمان بھی فروخت کنندہ پر ہو گا۔

مصدر : سیرت عقلاء و استقراء فقہی

عرفِ عقلاء میں متبوع چیز کے ساتھ تابع شے کا ضمان بھی لازم مانا جاتا ہے، اور فقہی متون میں متعدد مثالیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

212. قاعدہ الأصل فی الأشیاء الإباحة

اشیاء میں اصل حکم اباحت (جواز) ہے جب تک دلیل حرمت نہ ہو۔

مثال: کوئی نیا کھانے پینے کا سامان اگر سامنے آئے تو اس کا استعمال جائز ہے جب تک اس کے حرام ہونے پر دلیل نہ ہو۔

مصدر : قرآن و عقل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" (البقرہ:29)، اور عقل بھی حرمت کے لیے دلیل کو شرط مانتی ہے۔

213. قاعدہ الأصل فی الأبضاع التحریم

نکاح و جنسی تعلقات کے باب میں اصل حکم حرمت ہے، یعنی جب تک حلیت کی دلیل نہ ہو، حرمت فرض کی جائے گی۔

مثال: اگر کسی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں، شک ہو تو نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

مصدر : سنت و اجماع

ائمہ علیہم السلام کی روایات نکاح و مباشرت کے باب میں احتیاط اور تحریم پر مبنی ہیں، اور فقہا کا اجماع بھی اس پر قائم ہے۔

214. قاعدہ الجهل فی الشبهات الموضوعیة عذر

موضوعی شبہات میں (جیسے کسی چیز کا پاک یا ناپاک ہونا) جہل عذر ہے۔

مثال: اگر پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہ ہو تو اسے پاک فرض کیا جا سکتا ہے۔

مصدر : عقل و سیرت عقلاء

جب نفسِ موضوع کا علم نہ ہو تو عقلاء ایسے جہل کو معذور مانتے ہیں، اور فقہی تطبیقات بھی اسی پر مبنی ہیں، جیسے طہارت و نجاست کے باب میں۔

215. قاعدہ حجّیة الظن فی الموضوعات دون الأحکام إلا مع دلیل

موضوعات میں ظن معتبر ہو سکتا ہے، مگر احکام میں ظن معتبر نہیں، جب تک دلیل نہ ہو۔

مثال: اگر کھانے کے پاک یا ناپاک ہونے میں شک ہو تو ظن کی پیروی کی جا سکتی ہے، لیکن نماز قصر یا تمام پڑھنے میں ظن کافی نہیں۔

مصدر : اصول فقہ و استقراء اجتہادی

اصولی کتب میں موضوعات میں ظن کی حجیت مسلم ہے، مگر احکام میں ظن کو دلیل کے بغیر حجت نہیں مانا جاتا۔

216. قاعدہ لیس علی الأمین ضمان

امانت دار شخص (مثلاً وکیل یا مستأجر) پر ضمان نہیں جب تک کوتاہی یا تعدی ثابت نہ ہو۔
مثال: اگر مستأجر نے مکان کو عام طریقے سے استعمال کیا اور کوئی حادثہ ہو گیا تو اس پر ذمہ داری نہیں۔

مصدر : سنت و اجماع

روایات میں امین پر ضمان کو نفی کیا گیا ہے جب تک وہ خیانت یا تعدی نہ کرے، اور فقہا نے اس پر اجماعی حکم قائم کیا ہے۔

217. قاعدہ الحدود تدرأ بالشبہات

حدود (شرعی سزائیں) شبہات کی موجودگی میں ساقط ہو جاتی ہیں۔
مثال: اگر زنا کے ثبوت میں کوئی شبہ ہو، تو حد نافذ نہیں کی جائے گی۔

مصدر : سنت و عقل

ائمہؑ سے معروف روایت ہے: "ادرءوا الحدود بالشبہات"، اور عقل بھی سزاؤں کے باب میں یقین کو شرط مانتی ہے۔

218. قاعدہ المجاز شرعاً کالواقع

شرعی مجاز (قانونی فرض کردہ حیثیت) حقیقت کے حکم میں ہے۔

مثال: طلاق کی عدت کے دوران مطلّقہ عورت شرعاً شوہر کی بعض حقوق کی حامل ہو سکتی ہے، گو کہ طلاق واقع ہو چکی ہو۔

مصدر : اصول فقہ و استقراء فقہی

شرعی مجاز مثلاً ملکیتِ اعتباری یا نکاحِ عدت میں شریعت نے مجاز کو بھی عملی احکام میں حقیقی کے مانند نافذ کیا ہے۔

219. قاعدہ تصرفات الصبی الممیّز بإذن الولی نافذة

ممیّز نابالغ (جو سمجھدار ہو) اگر ولی کی اجازت سے کوئی معاملہ کرے تو وہ نافذ ہوتا ہے۔

مثال: 12 سالہ بچہ اگر والد کی اجازت سے سودا کرے تو وہ صحیح ہو گا۔

مصدر : سیرت عقلاء و روایات

عرفِ عقلاء میں بالغ ہونے سے پہلے بھی ممیّز بچہ ولی کی اجازت سے معاملات کرتا ہے، اور فقہا نے اس کو مشروع مانا ہے۔

220. قاعدہ یقبل قول صاحب الحق فی حدود ما یعلم

حق رکھنے والے کا قول اس حد تک معتبر ہے جس حد تک وہ خود جانتا ہو۔

مثال: اگر وارث کہے کہ میت نے فلاں وصیت کی تھی، تو اس کا قول معتبر ہو گا اگر کسی اور کا علم نہ ہو۔

مصدر : عقل و سیرت عقلاء

جس کے پاس حق ہو وہی سب سے بہتر اس کی حدود کو جانتا ہے؛ عقل اور عرف دونوں میں اس کا قول معتبر مانا جاتا ہے جب تک خلاف نہ ہو۔

221. قاعدہ الضرر لایزال بالضرر

کسی نقصان کو دور کرنے کے لیے دوسرا نقصان پہنچانا جائز نہیں۔

مثال: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے تکلیف میں ہو، تو اسپیکر ہٹوانے کی خاطر مسجد کو نقصان دینا جائز نہیں۔

مصدر : عقل و سیرت عقلاء

عقل یہ حکم دیتی ہے کہ ضرر کو ضرر سے نہیں ہٹایا جا سکتا؛ اور عرفِ عقلاء بھی کسی ضرر کو ختم کرنے کے لیے دوسرا ضرر روا رکھنے کو قبول نہیں کرتے۔

222. قاعدہ فی الیقین لایزول بالشك إلا إذا كان شكاً أقوى من اليقين

یقین شک سے زائل نہیں ہوتا جب تک شک اتنا قوی نہ ہو کہ وہ غالب ظن میں بدل جائے۔

مثال: اگر کسی کو یقین تھا کہ وہ وضو کر چکا ہے، پھر شک ہو کہ وہ ٹوٹ گیا یا نہیں، تو وضو باقی مانا جائے گا۔

مصدر : اصولی قاعدہ و عقل

یہ اصولی قاعدہ فقہ و اصول میں راسخ ہے کہ شک ناقص ہونے کی وجہ سے یقین کو زائل نہیں کر سکتا، الا یہ کہ غالب ظن بن جائے، جو عقل کا بھی تقاضا ہے۔

223. قاعدہ الاستصحاب التعددی

استصحاب ایک ہی شے کے مختلف اجزاء پر الگ الگ بھی جاری ہو سکتا ہے۔

مثال: اگر کسی شخص کے روزے، نماز اور وضو تینوں میں شک ہے تو ہر ایک پر علیحدہ استصحاب جاری ہو گا۔

مصدر : اصول فقہ و عقل

اصولی اصولِ استصحاب کا ایک تطبیقی شعبہ ہے، اور عقل بھی تقاضا کرتی ہے کہ متعدد امور میں ہر ایک پر جدا جدا یقین و شک کے مطابق حکم لگایا جائے۔

224. قاعدہ فی العقود کل عقد یتضمن محرماً یکون باطلاً

جس معاہدے میں کوئی حرام شے شامل ہو وہ معاہدہ باطل ہے۔

مثال: شراب یا سود کی شرط والا نکاح یا بیع، مکمل طور پر باطل ہو جائے گا۔

مصدر : سنت (روایات) و اصول اجتہاد

ائمہؑ کی احادیث میں واضح ہے کہ جس معاہدے میں حرام شرط ہو وہ باطل ہے؛ اصول فقہ میں بھی شرطِ حرام کے مبطل ہونے پر اصولی اجتہاد ہوا ہے۔

225. قاعدہ التعدی علی المال موجب للضمان

کسی کے مال پر تجاوز (بغیر اجازت استعمال) ضمان کا سبب بنتا ہے۔

مثال: کسی کے موبائل کو بغیر اجازت استعمال کر کے خراب کر دینا، ضمان لازم آئے گا۔

مصدر : سنت (روایات) و اجماع

روایات میں " من أتلف مال الغیر فهو له ضامن " وارد ہوا ہے، اور فقہا کا اجماع بھی ہے کہ تعدی و تفریط ضمان کا سبب ہے۔

226. قاعدہ التبعیة فی العقود

معاہدوں میں تبعیت کا اصول یہ ہے کہ تابع معاہدہ اصلی کے تابع ہوتا ہے۔
مثال: اگر کوئی بیع باطل ہو جائے تو اس پر مبنی اجارہ بھی باطل ہو گی۔
مصدر: استقراء فقہی و سیرت عقلاء
فقہی کتب میں بکثرت تطبیقات ہیں کہ تابع معاہدہ، اصل معاہدے کے حکم سے جڑا ہوتا ہے؛ عرف بھی تبعیت کے قائل ہیں جیسے ضمیمہ شے۔

227. قاعدہ الأصل فی الوقف اللزوم

وقف میں اصل حکم لزوم ہے یعنی وہ لازم اور ناقابلِ فسخ ہوتا ہے۔
مثال: کوئی شخص زمین مسجد کے لیے وقف کر دے تو بعد میں اسے واپس نہیں لے سکتا۔
مصدر: اجماع و سیرت عقلاء
فقہا کا اجماع ہے کہ وقف لازم ہوتا ہے اور فسخ نہیں کیا جا سکتا؛ عرفِ عقلاء میں بھی عطیات و وقف کو واپسی کے قابل نہیں مانا جاتا۔

228. قاعدہ حجّیة قول الثقة فی الموضوعات دون الأحکام

ثقہ شخص کا قول موضوعات (واقعات) میں حجت ہوتا ہے، احکام میں نہیں۔
مثال: اگر کوئی عادل کہے کہ یہ پانی پاک ہے تو قابل قبول ہے، لیکن اگر کہے کہ فلان چیز

حلال ہے، تو یہ شرعی فتویٰ نہیں۔

مصدر : سیرت عقلاء و اصول فقہ

موضوعی امور میں اہلِ اعتماد کی گواہی ہمیشہ معتبر رہی ہے؛ اصولی مباحث میں بھی یہ قاعدہ مسلم ہے، البتہ احکام میں مجتہد کی حجت مطلوب ہے۔

229. قاعدہ التسامح فی أدلة السنن

مستحب اعمال کے دلائل میں سختی نہیں برتی جاتی، یعنی کمزور روایت بھی معتبر ہو سکتی ہے۔

مثال: اگر کسی مستحب عمل کی فضیلت ضعیف حدیث سے منقول ہو تو وہ قابل عمل ہو گی۔

مصدر : روایات و اصول فقہ

ائمہؑ کی روایات میں "من بلغه عنّی ثواب عملٍ فعمله کان له الأجر" کے تحت مستحبات میں تسامح کی اجازت دی گئی ہے؛ اصولی مباحث میں بھی اس پر گفتگو ہے۔

230. قاعدہ الحکم یدور مدار علته وجوداً وعدماً

کوئی حکم اپنی علت کے ساتھ مشروط ہوتا ہے؛ علت ہو گی تو حکم ہو گا، نہ ہو گی تو حکم بھی نہیں ہو گا۔

مثال: پانی سے وضو واجب ہے، مگر جب پانی نہ ہو تو تیمم جائز ہو گا، کیونکہ علت (پانی) زائل ہو چکی۔

مصدر : عقل و اصول اجتہاد

عقل حکم کو اس کی علت کے ساتھ منسلک مانتی ہے؛ اصولِ اجتہاد میں بھی علتِ حکم کے وجود یا عدم سے خود حکم کا وجود یا عدم مستفاد ہوتا ہے۔

231. قاعدہ إذا تعذر الأصل یصار إلی البدل الأقرب فالأقرب

جب اصل عمل ممکن نہ رہے تو سب سے قریبی متبادل اختیار کیا جائے گا۔

مثال: وضو ممکن نہ ہو تو تیمم، اور اگر وہ بھی ممکن نہ ہو تو نماز بطور اشارہ پڑھی جائے۔

مصدر : عقل و اصول اجتہاد

عقل تقاضا کرتی ہے کہ جب اصل عمل ممکن نہ ہو تو اس کا متبادل اختیار کیا جائے؛ اصولیوں نے "ما لا یتم الواجب إلا به" کے ضمن میں اس کی بنیاد بیان کی۔

232. قاعدہ من تعذر علیه المباشرة جاز له الاستنابة

جب کسی پر براہ راست عمل ممکن نہ ہو تو نیابت جائز ہو جاتی ہے۔

مثال: کسی کو حج کرنے کی قدرت نہ ہو تو نائب بھیج سکتا ہے۔

مصدر : سنت (روایات) و سیرت عقلاء

حج نیابتی کے جواز پر معتبر روایات موجود ہیں؛ عرفِ عقلاء بھی جسمانی معذوری کی صورت میں نیابت کو روا رکھتے ہیں۔

233. قاعدہ حکم الحاکم یرفع الخلاف

شرعی حاکم کا فیصلہ اختلاف کو ختم کر دیتا ہے۔

مثال: دو افراد کسی مال کے دعویدار ہوں اور حاکم فیصلہ کر دے تو سب پر لازم ہے کہ اس کو تسلیم کریں۔

مصدر : اجماع و سیرت عقلاء

فقہا کا اجماع ہے کہ حاکمِ شرعی کا فیصلہ حجّت رکھتا ہے؛ عقلاء کے ہاں بھی فیصلہ کرنے والے کی رائے کو نافذ العمل مانا جاتا ہے۔

234. قاعدہ المال المجهول مالكه يصرف في مصالح المسلمين

جس مال کے مالک کا علم نہ ہو وہ مسلمانوں کی فلاح میں صرف کیا جائے گا۔

مثال: اگر مسجد میں کوئی رقم پڑی ہو اور مالک نہ ملے تو وہ مسجد یا فقراء میں صرف کی جائے گی۔

مصدر : استقراء فقہی و سیرت عقلاء

فقہی کتب میں گمشدہ مال کے مصرف کو مسلمانوں کی عام فلاح سے جوڑا گیا ہے؛ عقلاء بھی ایسے مال کو فلاحی کاموں میں لگانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

235. قاعدہ جواز الرجوع في الهبة ما لم يكن لها مانع شرعي

ہبہ (گفٹ) میں رجوع جائز ہے جب تک کوئی شرعی مانع نہ ہو۔

مثال: اگر باپ نے بیٹے کو کچھ دیا اور وہ بیٹا زندہ ہے تو رجوع کر سکتا ہے، مگر اگر وہ مر جائے تو رجوع ممکن نہیں۔

مصدر : سنت (روایات) و اجماع

ائمہؑ سے منقول روایات میں باپ کو ہبہ سے رجوع کی اجازت ہے؛ اکثر فقہا نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ شرعی مانع نہ ہو تو رجوع جائز ہے۔

236. قاعدہ الید أمارة الملك

کسی شے پر ہاتھ رکھنے والا اس کا مالک سمجھا جائے گا جب تک خلاف نہ ثابت ہو۔

مثال: اگر کسی کے پاس گھڑی ہے تو عرفاً وہی مالک شمار ہو گا جب تک کوئی دلیل خلاف نہ ہو۔

مصدر : سیرت عقلاء وروایات

عرفِ عقلاء کسی شے پر ید (قبضہ) کو ملکیت کی دلیل مانتے ہیں؛ اور بعض روایات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں کہ "ید" ملک کی علامت ہے۔

237. قاعدہ کل مجهول یلحق بأقرب محتملاته عرفاً

ہر مجہول چیز کو عرف کے مطابق اس کے سب سے قریبی محتمل سے جوڑا جائے گا۔

مثال: اگر وقف کا مصرف واضح نہ ہو تو اسے عمومی فلاحِ عامہ میں استعمال کیا جائے گا۔

مصدر : سیرت عقلاء واصول اجتہاد

عرف وعقل جس چیز کی تفصیل نہ ہو، اسے قرینے سے قریبی محتمل سے جوڑتے ہیں؛ اصولیین بھی مجمل امور میں عرف کو مرجع بناتے ہیں۔

238. قاعدہ التعلیل یسقط مع العلة لا مع الموضوع

جب علت ختم ہو جائے تو حکم ختم ہو جاتا ہے، اگرچہ موضوع باقی ہو۔

مثال: عورت پر عدت شوہر کے فوت ہونے کی بنا پر ہے، اگر شوہر فوت ہی نہ ہوا بلکہ طلاق ہوئی ہو تو وہ علت زائل ہے۔

مصدر : عقل واصول اجتہاد

عقل کا بدیہی قاعدہ ہے کہ علت کے ختم ہونے پر معلول باقی نہیں رہتا؛ اصولیین نے علت و حکم کی نسبت میں اس اصول کو بنیاد بنایا ہے۔

239. قاعدہ التقدیر فی النفقۃ بالعرف و العادۃ

نفقہ (اخراجاتِ زندگی) عرف اور عادت کے مطابق مقرر ہوتا ہے۔

مثال: شوہر پر بیوی کے لیے نفقہ دینا واجب ہے مگر اس کی مقدار عرفی ضروریات کے مطابق ہوگی۔

مصدر : سیرت عقلاء و استقراء فقہی

عرف اور عادت نفقہ کی مقدار کے تعین میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں؛ فقہی استقراء سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ نفقہ متغیر ہوتا ہے۔

240. قاعدہ المتولی علی الوقف یتصرف حسب شرط الواقف

وقف پر مقرر متولی کو صرف واقف کی شرط کے مطابق تصرف کا حق ہے۔

مثال: اگر واقف نے وقف صرف طلباء کے لیے کیا ہے تو متولی اس کو مدرسہ مرمت میں استعمال نہیں کر سکتا۔

مصدر : روایات و اجماع

ائمہؑ سے روایت ہے: "الوقف علی ما یشترط الواقف"؛ اور فقہا کا اجماع ہے کہ متولی کو صرف وہی تصرف جائز ہے جو واقف نے معین کیا ہو۔

241. قاعدہ العرف كالمشروط

عرف کو عقد کے اندر شرط کی طرح مانا جاتا ہے۔

مثال: اگر شادی کے موقع پر جہیز دینا عرف کا حصہ ہو تو اس کا لحاظ واجب ہو گا، چاہے تحریری شرط نہ ہو۔

مصدر: سیرت عقلاء و اصول اجتہاد

عقلاء کے عرف کو معاہدے کی خاموش شرط سمجھا جاتا ہے؛ اصولیین بھی عقد میں عرفی شرط کو لازم مانتے ہیں جب تک خلاف نہ ہو۔

242. قاعدہ الأصل في الحيوان الطهارة

تمام جانداروں کے بارے میں اصل حکم طہارت ہے، جب تک نجاست کی دلیل نہ ہو۔

مثال: بلی یا پرندہ وغیرہ پاک سمجھے جائیں گے، جب تک نجاست کا علم نہ ہو۔

مصدر: استقراء فقہی و سیرت عقلاء

فقہی استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ حیوانات کو پاک مانا گیا ہے، سوائے نجاست پر دلیل کے؛ عرف بھی حیوان کو نجس نہیں سمجھتا جب تک ظاہری نجاست نہ ہو۔

243. قاعدہ تداخل العقوبات لا يمنع إيقاعها عند اختلاف الجهة

اگر مختلف جرائم کی نوعیت جدا ہو تو ان پر جداگانہ سزائیں دی جا سکتی ہیں، چاہے وہ ایک فرد پر جمع ہوں۔

مثال: اگر کوئی زنا اور چوری دونوں کرے تو دونوں کی سزائیں دی جائیں گی، کیونکہ دونوں جرائم جداگانہ ہیں۔

مصدر: عقل و روایات

عقل اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ مختلف نوعیت کے جرائم کی سزائیں جدا ہوں؛ متعدد فقہی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں، جیسے زنا اور سرقہ کی سزا۔

244. قاعدہ العلم الإجمالی یوجب الاحتیاط

جب کسی حرام یا واجب کا علم اجمالی ہو (یعنی تفصیل نہ ہو مگر علم ہو کہ کچھ ہے)، تو احتیاط لازم ہے۔

مثال: دو برتن ہیں، ایک ناپاک ہے مگر معلوم نہیں کون سا، تو دونوں سے اجتناب کیا جائے گا۔

مصدر: اصول عملیہ و اصول اجتہاد

اصولیین کے نزدیک علم اجمالی احتیاط کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ مخالفتِ تکلیفِ محتمل جائز نہیں؛ استصحاب اور برائت یہاں جاری نہیں ہوتے۔

245. قاعدہ الجعل لا یسوغ المخالفة فی نفس الأمر

کسی چیز کو قانونی قرار دینے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حقیقتاً جائز ہو۔

مثال: اگر کسی حاکم نے غلط فتوے سے کوئی عمل جائز قرار دیا تو وہ فی الواقع حلال نہ ہو گا۔

مصدر: عقل و اصول اجتہاد

یہ اصول عقلی طور پر بدیہی ہے کہ قانونی جعل حقیقی جواز پیدا نہیں کرتا؛ اصولیین اسے "الواقع غیر الجعل الشرعی" کی بنیاد پر مانتے ہیں۔

246. قاعدہ كل من ملك شيئاً، ملك الإقرار به

جو شخص کسی شے کا مالک ہو، وہ اس کے بارے میں اقرار کرنے کا بھی حق رکھتا ہے۔
مثال: اگر کسی نے اپنے مال کی فروخت کا اقرار کیا، تو اس کا قول معتبر ہو گا۔

مصدر: سیرت عقلاء و استقراء فقہی

عرف و عقل کے مطابق مالک کو اپنے مال پر اقرار کا حق حاصل ہے؛ فقہی کتب میں بھی یہ قاعدہ اکثر جگہوں پر بطور دلیل آتا ہے۔

247. قاعدہ تصرف الشريك بغير إذن الآخر غير نافذ

شریک اگر دوسرے کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف کرے تو وہ غیر نافذ ہے۔
مثال: کسی نے مشترکہ زمین بیچ دی بغیر دوسرے شریک کی اجازت کے، تو وہ بیع باطل ہے۔

مصدر: اجماع و سیرت عقلاء

تمام فقہا کا اجماع ہے کہ بغیر اجازت تصرف باطل ہے؛ عرفاء بھی شرکت کو باہمی رضامندی کا معاملہ مانتے ہیں۔

248. قاعدہ شرط ما لا يلزم، لا يلزم

جو چیز خود واجب نہ ہو، اس پر شرط بھی لازم نہیں ہوتی۔
مثال: اگر کسی نے نکاح میں شرط لگائی کہ بیوی روزانہ سیر کرائے گی، تو یہ شرط لازم نہیں کیونکہ یہ واجب نہیں۔

مصدر: اصول اجتہاد و سیرت عقلاء

اصولیین کے مطابق وہ شرط جو خود شرعاً لازم نہ ہو، اس کی پابندی بھی لازم نہیں؛ عرف میں بھی غیر ضروری شرط قابلِ الزام نہیں۔

249. قاعدہ فی کل من تولی عملاً، یجب علیہ الاتقان

جسے کوئی ذمہ داری دی جائے، اس پر لازم ہے کہ اسے بہترین انداز میں انجام دے۔
مثال: مدرس، قاضی یا متولی کو اپنی ذمہ داری میں سستی یا بددیانتی کی اجازت نہیں۔

مصدر: عقل و روایات

عقل تقاضا کرتی ہے کہ جو کام سپرد کیا جائے وہ عمدگی سے کیا جائے؛ روایات میں ہے کہ "اللہ پسند کرتا ہے کہ بندہ کام محکم کرے"۔

250. قاعدہ العجزعن بعض المأمور بہ لا یسقط الباقی

کسی واجب کے بعض اجزاء پر قدرت نہ ہونا باقی حصے کو ساقط نہیں کرتا۔
مثال: اگر نماز کے بعض افعال ممکن نہ ہوں جیسے قیام، تو باقی نماز ممکنہ افعال کے ساتھ پڑھی جائے گی۔

مصدر: اصول اجتہاد و عقل

اصولی قاعدہ "ما لایتم الواجب إلا بہ" کی فرع ہے؛ عقل بھی کہتی ہے کہ جس چیز کی قدرت ہو، اسے ضرور انجام دیا جائے۔

251. قاعدہ یحرم الحلال للتوصل إلی الحرام

اگر کسی حلال عمل کے ذریعے حرام تک پہنچنے کا راستہ اختیار کیا جائے تو وہ حلال عمل بھی حرام ہو جاتا ہے۔

مثال: اگر کوئی شخص محرم عورت کی تصویر دیکھنے کے لیے خبریں دیکھنے کا بہانہ بنائے تو یہ عمل حرام ہے۔

مصدر: عقل و سنت

عقل یہ حکم دیتی ہے کہ اگر حلال ذریعہ عملاً حرام کے حصول کا سبب بنے تو وہ وسیلہ بھی ممنوع ہو گا؛ روایات میں بھی "لایُطاع اللہ من حیث یُعصی" جیسے مفاہیم ملتے ہیں۔

252. قاعدہ التقدیم فی أداء الحقوق بحسب الأهم فالأهم

حقوق کی ادائیگی میں ترجیح اُن کو دی جائے گی جو زیادہ اہم ہوں۔

مثال: اگر کسی کے ذمے قرض، نفقہ، اور کفارہ ہو، اور مال سب کے لیے کافی نہ ہو تو ترتیب اہمیت کے مطابق ہو گی۔

مصدر: عقل و استقراء فقہی

عقل تقاضا کرتی ہے کہ اہم ترین واجبات مقدم ہوں؛ فقہی کتب میں ترتیبِ اولویت قرض، نفقہ اور کفارہ کی وضاحت کے ساتھ آئی ہے۔

253. قاعدہ الأمر بالشیء أمر بمقدماته

کسی چیز کا حکم اس کے مقدمات کا بھی حکم ہوتا ہے۔

مثال: نماز کا حکم ہے تو وضو یا طہارت اس کے مقدمے میں آتے ہیں، وہ بھی واجب ہوں

گے۔

مصدر: اصول اجتہاد و عقل

یہ قاعدہ اصولی طور پر "ما لا یتم الواجب إلا به" کا تسلسل ہے، اور عقل بھی واجب کے لوازم کو واجب مانتی ہے۔

254. قاعدہ انعدام القصد یوجب انعدام العبادة

اگر نیت نہ ہو تو عبادت باطل ہو جاتی ہے۔

مثال: اگر کسی نے نماز کے لیے نیت ہی نہیں کی اور رکوع و سجدے کیے تو نماز نہیں ہو گی۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) و عقل

روایات میں ہے: "لا عمل إلا بنية"؛ عقل بھی قصد کے بغیر عبادت کو بے معنی اور باطل شمار کرتی ہے۔

255. قاعدہ التخییر بین المتساویین فی الحکم و الجهة

دو مساوی اور متعین شرعی اختیارات ہوں تو ان میں کسی ایک کو چننے کی اجازت ہے۔

مثال: اگر دو مستحب نمازیں ہیں اور وقت ایک ہی ہے تو کسی ایک کا اختیار جائز ہے۔

مصدر: اصول عملیہ و عقل

اگر شرعی طور پر دونوں افعال یکساں حیثیت رکھتے ہوں تو عقل اختیار کا جواز دیتی ہے؛ اصولیین کے یہاں "تخییری برائت" اسی پر ہے۔

256. قاعدہ القرعة تفصل بين المتساويين عند تعذر الترجيح

اگر دو افراد یا چیزوں میں فیصلہ ممکن نہ ہو تو قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جائے گا۔

مثال: دو افراد ایک لاوارث بچے کو گود لینا چاہتے ہیں اور شرائط برابر ہیں تو قرعہ ہو گا۔

مصدر: سنت و سیرت عقلاء

روایات میں قرعہ اندازی کا حکم متعدد مقامات پر آیا ہے (مثلاً وارثین میں بٹوارے میں)؛ عقلاء بھی اشتباہ پر قرعہ اپناتے ہیں۔

257. قاعدہ السقوط بتبدل العنوان

حکم اس وقت ساقط ہو سکتا ہے جب عنوان (موضوع) بدل جائے۔

مثال: اگر کوئی شراب دوامیں تبدیل ہو جائے اور نشہ آور نہ رہے تو حرمت ساقط ہو سکتی ہے۔

مصدر: عقل و فقہی استقراء

عقل کہتی ہے کہ جب علت یا وصف زائل ہو جائے تو حکم بھی بدلتا ہے؛ فقہی طور پر اشیاء کے احکام تبدیل ہوتے ہیں جب ان کی حقیقت بدلے۔

258. قاعدہ بقاء الموضوع يوجب بقاء الحكم

جب تک موضوع باقی ہے، اس پر حکم بھی جاری رہے گا۔

مثال: حیض کی حالت باقی ہے تو نماز کا سقوط بھی جاری رہے گا۔

مصدر: اصول اجتہاد و عقل

اصولی قاعدہ "الحکم یدور مدار الموضوع وجوداً وعدماً" اسی پر مبنی ہے؛ عقل بھی کہتی ہے کہ جب تک موضوع باقی ہے، اس پر حکم بھی قائم ہے۔

259. قاعدہ اتساع الوقت یوجب الاتیان بالفعل بنحو الترتیب و الاتقان

جب وقت وسیع ہو تو عمل کو ترتیب اور کامل طریقے سے بجالانا واجب ہوتا ہے۔
مثال: اگر نماز کے لیے وقت کافی ہو تو اسے جلد بازی سے نہیں پڑھنا چاہیے۔
مصدر: عقل و سنت
عقل کہتی ہے کہ وسعتِ وقت میں جلد بازی یا سستی عیب ہے؛ روایات میں حسنِ عبادت اور خشوع و خضوع پر تاکید اسی قاعدے کی تائید ہے۔

260. قاعدہ الصلح جائز بین المسلمین إلا صلحاً أحلّ حراماً أو حرّم حلالاً

مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے، بشرطیکہ وہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ بنائے۔
مثال: اگر دو افراد کا جھگڑا زمین پر ہے تو وہ آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں، مگر سود یا رشوت پر صلح نہیں ہو سکتی۔
مصدر: قرآن و سنت
قرآن: ﴿والصلح خیر﴾ (النساء: 128)؛ روایات میں شرط ہے کہ صلح حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ بنائے، ورنہ باطل ہو گی۔

261. قاعدہ الأصل فی الدم التحریم

انسانی خون کا بہانا اصلاً حرام ہے جب تک کوئی مجوز شرعی نہ ہو۔

مثال: قتل، خودکشی یا غیر ضروری سرجری حرام ہے، مگر قصاص یا جان بچانے کے لیے خون بہانا جائز ہو سکتا ہے۔

مصدر: قرآن مجید و سنت

قرآن: ﴿ولا تقتلوا النفس التی حرم الله إلا بالحق﴾ (الأنعام: 151)، اور سنتِ معصومؑ سے قتلِ نفس کی شدید ممانعت وارد ہوئی ہے۔

262. قاعدہ لیس للنیة تأثیر فی الأحکام الوضعیة

نیت کا اثر صرف عبادات اور تکلیفی احکام میں ہوتا ہے، وضعی احکام (مثلاً ملکیت، نکاح) میں نہیں۔

مثال: اگر کسی نے مال کسی کو ہبہ کیا اور نیت خیرات کی تھی، تو وہ مال ہبہ شمار ہوگا نہ کہ صدقہ۔

مصدر: عقل و اصول فقہ

احکامِ وضعیہ، جیسے ملکیت، طلاق یا نکاح کا انعقاد، نیت پر موقوف نہیں ہوتے؛ فقہی اصول میں قصد کی عدمِ تاثیر واضح ہے۔

263. قاعدہ الحرج مرفوع فی الشریعة

جو چیز حرج و مشقت کا باعث بنے وہ شریعت میں ساقط یا تبدیل ہو جاتی ہے۔

مثال: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر جائز ہے۔

مصدر: قرآن و سنت

قرآن: ﴿ما جعل علیکم فی الدین من حرج﴾ (الحج:78)؛ اور متعدد روایات سے حرج کے رفع کا اصول ثابت ہے۔

264. قاعدہ جواز الأخذ بالأحوط مع وجود الفتوی

اگرچہ فتویٰ موجود ہو، احتیاط پر عمل کرنا جائز اور بعض صورتوں میں افضل ہوتا ہے۔

مثال: اگر فتویٰ کے مطابق وضو صحیح ہے، مگر احتمال ہے کہ نجاست لگی ہو تو احتیاطاً وضو دہرایا جاسکتا ہے۔

مصدر: سیرت فقہا و اصولی اجتہاد

مجتہدین کے درمیان احتیاط پر عمل ایک معروف طریقہ ہے؛ اصول اجتہاد میں "احتیاط واجب یا مستحب" کا عنوان اسی پر مبنی ہے۔

265. قاعدہ لایمنع اجتماع الأمر و النھی فی شیء واحد بعنوانین مختلفین

ایک ہی چیز پر وجوب اور حرمت ایک ساتھ آسکتی ہے اگر دونوں کے عنوانات جدا ہوں۔

مثال: غصبی زمین پر نماز پڑھنا؛ نماز واجب ہے مگر جگہ غصبی ہے، تو عمل باطل ہو گا مگر یہ دونوں احکام الگ حیثیت رکھتے ہیں۔

مصدر: اصول فقہ و عقل

اصولی طور پر اگر موضوعات علیحدہ ہوں تو اجتماعِ امر و نہی ممکن ہے؛ عقل بھی تعددِ عنوان کو حکم کے تغایر کا سبب مانتی ہے۔

266. قاعدہ الجمع بین الأدلة أولی من الطرح

جب بھی ممکن ہو تو مختلف شرعی دلائل میں تطبیق دی جائے، انکار نہ کیا جائے۔

مثال: اگر دو احادیث بظاہر متضاد ہوں تو ان میں تطبیق دی جائے گی، نہ کہ ایک کو چھوڑ دیا جائے۔

مصدر: اصول اجتہاد و سیرت عقلاء

فقہی اصولی ضابطہ ہے کہ دلائل میں تطبیق مقدم ہے؛ عقلاء بھی متضاد شواہد میں جمع کو ترجیح دیتے ہیں۔

267. قاعدہ العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب

کسی حکم کے لیے الفاظ کا عموم معتبر ہے، نہ کہ واقعہ جس پر نازل ہوا۔

مثال: قرآن کی کوئی آیت کسی خاص واقعے میں نازل ہوئی ہو، تب بھی اس کا حکم سب پر لاگو ہوگا۔

مصدر: اصول فقہ و قرآن

اصولی قاعدہ ہے کہ خطاب کا حکم عمومی الفاظ سے اخذ کیا جاتا ہے؛ قرآن کی متعدد آیات عمومِ لفظ پر مبنی فقہی احکام رکھتی ہیں۔

268. قاعدہ لا ضرر و لا ضرار فی الإسلام یفید الحکم الوضعی و التکلیفی

شریعت میں "لا ضرر" کا قاعدہ نہ صرف تکلیفاً حکم کو ساقط کرتا ہے بلکہ وضعاً بھی۔

مثال: کوئی نکاح اگر زبردستی یا ضرر کا باعث ہو تو وہ باطل ہو سکتا ہے۔

مصدر: سنت و عقل

مشہور نبویؐ حدیث "لا ضرر و لا ضرار" دونوں قسم کے احکام کو متاثر کرتی ہے؛ عقل بھی ضرر کو حکم کے بطلان کا موجب مانتی ہے۔

269. قاعدہ الإطاعة لا تجب إلا بعد العلم

اطاعت اسی وقت واجب ہوتی ہے جب حکم کا علم ہو۔

مثال: اگر کسی کو معلوم ہی نہ ہو کہ روزہ واجب ہے تو اس پر فدیہ یا کفارہ نہیں۔

مصدر: عقل و سنت

عقل تقاضا کرتی ہے کہ مکلف پر حکم کا علم ہو تب ہی اطاعت واجب ہو گی؛ روایات میں بھی ہے کہ "الناس فی سعة ما لم یعلموا."

270. قاعدہ إذا دار الأمر بين الأهم و المهم، يقدم الأهم

اگر دو شرعی امور میں تعارض ہو تو زیادہ اہم کو مقدم کیا جائے گا۔

مثال: نماز اور مریض کی جان بچانا دونوں کا وقت آ جائے تو جان بچانا مقدم ہو گا۔

مصدر: عقل و سیرت فقہا

عقل حکم دیتی ہے کہ تزاحم میں اہم تر کو مقدم کیا جائے؛ فقہی تطبیقات جیسے نماز بمقابلہ نجاتِ جان اسی قاعدہ پر قائم ہیں۔

271. قاعدہ الإغماء لا يبطل الطهارة

بیہوشی طہارت (وضو یا غسل) کو باطل نہیں کرتی جب تک کوئی ناقض واقع نہ ہو۔

مثال: اگر کسی شخص کو وضو کے بعد بیہوشی طاری ہو تو ہوش میں آ کر نماز پڑھ سکتا ہے

بشرطیکہ وضو کے ناقض نہ ہوا ہو۔

مصدر: سیرت عقلاء و اصول فقہ

بیہوشی کو طہارت کے ناقض میں شامل نہ کرنا عرف وعقلاء کے تعامل پر مبنی ہے؛ اصولی مباحث میں بھی اسے ناقض تسلیم نہیں کیا جاتا جب تک نجاست واقع نہ ہو۔

272. قاعدہ الحرام لا یتجزأ

حرام عمل کے اجزاء میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا بھی حرام ہوتا ہے۔

مثال: اگر کوئی گانے کی محفل میں صرف ساز سننے جائے تو بھی شریک جرم تصور ہو گا۔

مصدر: عقل و سنت

یہ قاعدہ عقلی بدیہیات میں سے ہے کہ حرام کا کوئی حصہ بھی قابلِ قبول نہیں؛ روایات میں بھی حرام مجلس میں موجودگی کو جرم قرار دیا گیا ہے۔

273. قاعدہ الکذب فی التوریة لیس بکذب محرم

توریہ (اشارہ کنایہ) سے بات کرنا جھوٹ شمار نہیں ہوتا بشرطیکہ فریب مقصود نہ ہو۔

مثال: اگر کسی ظالم سے چھپے ہوئے مظلوم کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ جواب دے کہ "وہ یہاں نہیں" اور مراد ہو کہ "سامنے نہیں"، تو یہ جھوٹ نہیں۔

مصدر: سنت و سیرت عقلاء

روایات میں توریہ کو فریب سے بچنے کا جائز ذریعہ کہا گیا ہے؛ عقلاء بھی نیت اور دلالتِ عرفی کو مدنظر رکھتے ہیں۔

274۔ قاعدہ إذا دار الأمر بين دفع المفسدة و جلب المصلحة، يقدم دفع المفسدة

اگر دو چیزوں میں ایک مصلحت کا حصول ہو اور دوسری مفسدت سے بچاؤ ہو تو مفسدت کو روکنا مقدم ہو گا۔

مثال: اگر کوئی عمل کسی فائدے کا سبب ہو مگر اس میں گناہ کا خطرہ ہو تو وہ ترک کیا جائے گا۔

مصدر: عقل و اصولی اجتہاد

یہ قاعدہ عقلِ سلیم پر مبنی ہے کہ نقصان سے بچاؤ نفع کے حصول سے مقدم ہے؛ اصول فقہ میں بابِ تزاحم میں مستعمل ہے۔

275۔ قاعدہ الظن لا يغني من الحق شيئاً إلا ما خرج بالدليل

ظن (گمان) شرعی حجت نہیں جب تک دلیل نہ ہو کہ یہاں ظن معتبر ہے۔

مثال: عبادات میں شک یا گمان معتبر نہیں، مگر بعض مقامات پر ظنِ معتبر (مثلاً قبلہ کا ظن) قابل قبول ہے۔

مصدر: قرآن و اصول فقہ

قرآن: ﴿إن الظن لا يغني من الحق شيئاً﴾ (یونس:36)، مگر فقہی اصول میں ظنِ معتبر بعض مقامات پر دلیل کے ساتھ معتبر مانا گیا ہے۔

276۔ قاعدہ ليس للمكلف أن يعين ما لا طريق له إلى تعيينه

مکلف کو اختیار نہیں کہ کسی چیز کو اپنے طور پر متعین کرے جس کے لیے شرعی یا عقلی طریق نہ ہو۔

مثال: قربانی کے دن اگر تین دن ہوں تو کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے دل سے ایک دن فرض کر لے۔

مصدر: عقل و اصولی اجتہاد

مکلف کی تعیین شرعی یا عقلی طریق پر منحصر ہے؛ محض وہم یا شخصی رجحان سے کوئی عمل متعین نہیں کیا جاسکتا۔

277. قاعدہ حکم القاضی یرفع الخلاف لا الواقع

قاضی کا فیصلہ اختلاف کو ختم کرتا ہے نہ کہ واقع کو بدلتا ہے۔

مثال: اگر قاضی کسی چیز کو کسی کا مال قرار دے دے، تو شرعی طور پر وہ فیصلہ لازم ہے، چاہے واقع میں ایسا نہ ہو۔

مصدر: سیرت عقلاء و اجتہاد

شرعی عدالت میں فیصلہ واقعاتی حقیقت کو نہیں بدلتا، صرف قانونی حیثیت دیتا ہے؛ یہ اصول عدالتی تعامل پر مبنی ہے۔

278. قاعدہ الإلزام علی من یعتقد المخالفة

اگر کسی نے خود اپنے لیے کوئی فقہی نظریہ اختیار کیا ہو تو اسی پر اسے الزام (پکڑ) ہو گی۔

مثال: اگر اہل سنت کے کسی فرد نے طلاق کے وہ اصول اپنائے ہوں جو شیعہ فقہ کے خلاف ہوں، تو شیعہ قاضی اسی پر فیصلہ دے سکتا ہے۔

مصدر: اصولی اجتہاد و سیرت فقہاء

یہ قاعدہ بابِ تعارض و قضاء میں فقہی تعامل کا حصہ ہے کہ مخالف فریق کو اسی کے عقیدے پر الزام دیا جاسکتا ہے۔

279۔ قاعدہ التحفظ على النظام العام مقدم على المصالح الجزئية

اجتماعی نظم و سلامتی کا تحفظ انفرادی مفاد پر مقدم ہے۔

مثال: کسی فرد کو آزادیِ رائے حاصل ہو سکتی ہے مگر وہ فتنہ انگیزی کرے تو ریاست اس پر قدغن لگا سکتی ہے۔

مصدر: عقل و سیرت عقلاء

عقل اور اجتماعی تجربہ گواہ ہیں کہ نظامِ عام کی حفاظت معاشرتی اولویت ہے؛ شریعت نے بھی فتنہ وفساد سے اجتناب کو واجب قرار دیا۔

280۔ قاعدہ المأمور به لا يترك لوجود المانع في حالٍ ما

کسی واجب کو ترک نہیں کیا جاسکتا صرف اس لیے کہ اس میں کچھ مشکل یا مانع آگیا ہو، جب تک وہ مانع واقعی و غالب نہ ہو۔

مثال: اگر نماز پڑھنے میں کچھ ذہنی بوجھ ہو مگر جسمانی طور پر ممکن ہو تو نماز ساقط نہیں ہو گی۔

مصدر: اصول فقہ و سیرت فقہاء

شرعی واجبات کی ادائیگی مانع کے ساتھ مشروط ہے مگر مانع غالب و معتبر ہو؛ محض معمولی مانع ترکِ واجب کا سبب نہیں بنتا۔

281. قاعدہ تعدد الموضوع یوجب تعدد الحکم

جب موضوع تبدیل ہو جائے تو اس پر حکم بھی بدل جاتا ہے۔

مثال:خون انسان کے جسم کے اندر پاک ہے، لیکن جسم سے باہر آتے ہی نجس ہو جاتا ہے کیونکہ موضوع بدل گیا۔

مصدر: اصولی اجتہاد و عقل

حکم کا دائرہ اپنے موضوع سے وابستہ ہوتا ہے؛ موضوع بدلنے سے حکم بھی بدلتا ہے، یہ اصول فقہ کا بنیادی قاعدہ ہے۔

282. قاعدہ التأخیر عن وقت الحاجة یوجب فوت الغرض

کسی واجب عمل کو اس کے وقتِ ضرورت سے مؤخر کرنا گویا اسے ضائع کر دینا ہے۔

مثال: اگر کسی مریض کو فوری تیمارداری کی ضرورت ہو اور کسی نے تاخیر کی، تو ثواب کا موقع چلا گیا۔

مصدر: عقل و سیرت عقلاء

عقل کہتی ہے کہ ہر چیز کو اس کے وقت پر انجام دینا ہی مطلوب ہے؛ عرفِ عقلاء بھی اس پر متفق ہیں۔

283. قاعدہ تعذر الامتثال الفعلی لا یسقط وجوب الامتثال الاعتقادی

اگر عملاً کسی واجب پر عمل ممکن نہ ہو تب بھی اس پر اعتقاد رکھنا اور اس کی اہمیت تسلیم کرنا واجب ہے۔

مثال: اگر کسی پر حج فرض ہو مگر جسمانی یا مالی مجبوری ہو، تب بھی حج کی فرضیت کا انکار نہیں

کیا جا سکتا۔

مصدر: عقل و اصول فقہ

عقلاًاور شرعاً کسی واجب عمل پر عمل ممکن نہ ہو تب بھی اعتقادی التزام ضروری ہے؛ یہی دین کا تقاضا ہے۔

284. قاعدہ لا یسقط المانع إلا بعد زوال العلة

کوئی مانع (رکاوٹ) اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک اس کی علت (سبب) نہ زائل ہو جائے۔

مثال: اگر کسی عورت پر حیض کی وجہ سے نماز ساقط ہوگئی ہے، تو نماز کی اجازت حیض ختم ہونے پر ہی ہوگی۔

مصدر: عقل و سیرت فقہاء

جس سبب سے مانع پیدا ہوا ہو، اس کے زائل ہونے پر ہی مانع ختم ہوتا ہے؛ یہ عقل و فقہی تعامل کا مسلم اصول ہے۔

285. قاعدہ الشیء لا یعدل عن طبعه إلا لغاية

ہر چیز اپنے طبعی و فطری راستے پر چلتی ہے، جب تک کوئی معقول مقصد نہ ہو۔

مثال: کسی کو روزہ توڑنے کی اجازت صرف اس وقت ہے جب بیماری یا سفر جیسا سبب موجود ہو۔

مصدر: عقل و اصولی قواعد

یہ قاعدہ عقلی ہے کہ ہر شے فطری طریقے سے ہٹے گی تو کسی معقول اور جائز غایت کے تحت ہی ہٹے گی۔

286. قاعدہ الید لا تدل علی الملک دائماً

کسی شے پر قبضہ ہر حال میں اس کی ملکیت کی دلیل نہیں ہوتا۔

مثال: کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو تو ضروری نہیں کہ وہ اس کی ہو، ہو سکتا ہے کہ وہ امانت ہو۔

مصدر: سیرت عقلاء و استقراء فقہی

عام طور پر قبضہ ملکیت کی علامت ہے، مگر استثناء بھی ممکن ہے؛ امانت، اجارہ یا عاریت جیسی صورتیں اس کی دلیل ہیں۔

287. قاعدہ الاستعمال لیس من علامات الطهارة أو النجاسة

کسی چیز کے استعمال ہونے سے وہ نہ نجس سمجھی جاتی ہے نہ پاک، جب تک یقینی علم نہ ہو۔

مثال: ہوٹل کے برتن استعمال شدہ ہوں، تب بھی نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

مصدر: عقل و اصولی اجتہاد

جب تک کسی شے کی نجاست پر دلیل نہ ہو، محض استعمال سے حکم لگانا درست نہیں؛ یہ اصولی طریقہ استنباط ہے۔

288. قاعدہ لا یُقضی ما لا یُدرک وقتاً

جس عمل کا وقت گزر جائے اور اس کی قضا شریعت میں وارد نہ ہو، اس کی قضا لازم نہیں۔

مثال: عید کی نماز اگر وقت پر نہ ہو تو اس کی قضا نہیں۔

مصدر: سنت و اصول فقہ

کئی عبادات کی قضا شریعت میں نہیں آئی جیسے نمازِ عید؛ اصولی اجتہاد میں اس کی دلیل عدمِ ورودِ نص ہے۔

289. قاعدہ ما حرم أخذہ حرم دفعہ

جس چیز کا لینا حرام ہے، اس کا دینا بھی حرام ہے۔

مثال: رشوت لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام ہو گا۔

مصدر: قرآن و سنت

قرآن و روایات میں سود، رشوت و فحشا کے لین دین دونوں حرام ہیں؛ حرام کی معاونت بھی گناہ ہے۔

290. قاعدہ التعدی علی الغیر یوجب الضمان و إن کان بغیر قصد

کسی دوسرے پر زیادتی کا ازالہ واجب ہے، چاہے وہ نادانستہ ہو۔

مثال: اگر کوئی کھیلتے ہوئے کسی کا شیشہ توڑ دے، تو ضمان (تاوان) واجب ہو گا، چاہے ارادہ نہ ہو۔

مصدر: سیرت عقلاء و اجماع

عرف عقلاء اور فقہاء کا اجماع ہے کہ بلا ارادہ نقصان بھی جب واقع ہو تو تاوان لازم آتا ہے، اگر تعدی یا تفریط ہو۔

291. قاعدہ إنّما يتعيّن الواجب مع تعيّن المكلّف به شرعاً

واجب اسی وقت متعین ہوتا ہے جب شریعت کی طرف سے اس کی تعین ہو جائے۔

مثال: اگر کفارہ میں چند اختیارات ہوں (روزہ، کھانا کھلانا، غلام آزاد کرنا)، تو جب تک شریعت ایک خاص صورت کو متعین نہ کرے، اختیار باقی رہتا ہے۔

مصدر: اصولی اجتہاد و عقل

واجب کی تعیین فقہی اصولوں اور شرعی نصوص سے ہوتی ہے، اور عقل بھی وجوبِ تعیّن کے لیے دلیل کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔

292. قاعدہ الاشتغال اليقيني يستوجب الفراغ اليقيني

اگر کسی ذمہ داری کا یقینی علم ہو تو اس سے بری الذمہ ہونے کے لیے بھی یقینی اقدام ضروری ہے۔

مثال: اگر کسی کو یقین ہو کہ اس کے ذمہ نماز قضا ہے، تو شک کی بنیاد پر اسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔

مصدر: اصولی قواعد و عقل

یہ قاعدہ اصولِ احتیاط میں شامل ہے، جس پر فقہا کا اجماع بھی موجود ہے اور عقل بھی اسے تسلیم کرتی ہے۔

293. قاعدہ القربه لا تحصل بغير نيت القربه

عبادت میں قربۃ الی اللہ کی نیت ضروری ہے، ورنہ عبادت شمار نہیں ہوتی۔

مثال: اگر کوئی نماز بطور عادت پڑھے اور نیت نہ ہو کہ یہ اللہ کے لیے ہے، تو وہ قبول نہ

ہو گی۔

مصدر: سنت (قول معصومؑ) و اجماع

روایات میں عبادت کے لیے نیت قربت کی شرط صراحت سے آئی ہے اور تمام فقہا اس پر متفق ہیں۔

294. قاعدہ انکار الضرر لیس إنکاراً لحقیقة الحکم بل لموضوعه

اگر کوئی ضرر کی بنیاد پر کسی حکم کا انکار کرے تو وہ دراصل حکم کے موضوع کا انکار ہے، نہ کہ حکم کا۔

مثال: اگر روزہ کسی مریض کے لیے ضرر رساں ہو، تو وہ روزہ نہیں رکھے گا، مگر روزہ کی فرضیت سے انکار نہیں کرے گا۔

مصدر: عقل و اصول فقہ

یہ قاعدہ اصولی استنباط میں استعمال ہوتا ہے کہ اگر حکم کی علت زائل ہو جائے (مثلاً ضرر) تو موضوع ختم ہو جاتا ہے۔

295. قاعدہ عدم التعارض بین الحکم الواقعی و الظاهری

حکمِ واقعی اور حکمِ ظاہری میں شرعاً تعارض نہیں ہوتا۔

مثال: اگر کسی نے نجاست کے بارے میں غلط اجتہاد کیا تو وہ ظاہری حکم پر عمل کرے گا، اور اس پر کوئی گناہ نہیں۔

مصدر: اصولی اجتہاد و عقل

یہ اصول فقہی اصول "الحکم الظاھری لاینافی الواقعی" کی بنیاد پر ہے، جو مجتہدین کے فتاویٰ کا اہم رکن ہے۔

296. قاعدہ إیجاب التثبت فی موارد احتمال الضرر علی النفس

جب جان کو ضرر کا احتمال ہو تو شریعت میں یقین حاصل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔
مثال: کوئی دوا کھانے سے روزہ کے باطل ہونے کا خطرہ ہو، تو تحقیق کرنا واجب ہے۔

مصدر: قرآن (وَلا تُلقوا بِأَيديكُم إلى التَّهلُكة) و عقل

نفس کی حفاظت عقل و قرآن دونوں کا حکم ہے، اور احتیاط و تحقیق کا تقاضا اسی سے ماخوذ ہے۔

297. قاعدہ التسامح فی أدلة السنن

مستحب اعمال کے دلائل میں کچھ سستی اور سہولت اختیار کی جا سکتی ہے۔
مثال: اگر کسی عمل کے مستحب ہونے کی حدیث ضعیف ہو تب بھی اس پر عمل کرنا جائز ہوتا ہے۔

مصدر: سنت و استقراء فقہی

روایات میں فضائل الاعمال کے باب میں ضعفِ سند سے درگزر کیا گیا ہے، اور فقہی تعامل میں اسے قبول کیا گیا ہے۔

298. قاعدہ الجهل بالحکم لا یرفع الحکم الواقعی، وإنما یرفع العقاب

اگر کسی کو کسی شرعی حکم کا علم نہ ہو، تو حکم باقی رہتا ہے، البتہ ممکن ہے کہ عقاب نہ ہو۔

مثال: اگر کسی نے شراب کو حلال سمجھ کر پی لی، تو اگر واقعی جاہل تھا تو معاف ہو سکتا ہے، مگر شراب بہر حال حرام ہی ہے۔

مصدر: عقل و اصولی اجتہاد

یہ اصول "الجهل ليس عذراً في الحكم بل في العقاب" کے تحت آتا ہے، جو اصولیین نے استدلالی بنیاد پر بیان کیا ہے۔

299۔ قاعدہ الخيانة تسقط الأمانة

اگر امین شخص خیانت کرے تو اس کی امانت کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔

مثال: اگر کسی کو امانت دی گئی اور اس نے غلط استعمال کیا، تو وہ اب امین نہیں رہا اور اسے روکا جا سکتا ہے۔

مصدر: قرآن (إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الخَائِنِينَ) و سیرت عقلاء

خائن شخص پر دوبارہ اعتماد نہیں کیا جاتا؛ یہ قاعدہ قرآنی اصول اور اجتماعی عرف دونوں سے ماخوذ ہے۔

300۔ قاعدہ ملاك الحكم الشرعي موجود في فطرية الإنسان

شریعت کے اکثر احکام کا بنیادی معیار انسان کی فطرت میں پایا جاتا ہے۔

مثال: نکاح، حیاء، انصاف، جھوٹ سے نفرت، یہ سب انسانی فطرت کے مطابق احکام ہیں جنہیں شریعت نے تقویت دی ہے۔

مصدر: قرآن (فِطْرَتَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا) و عقل

شریعت کے اکثر احکام انسانی فطرت کے مطابق ہیں؛ یہی قرآنی و عقلی بنیاد ہے احکام تشریع کی۔

301. قاعدہ الغلبة لا تكون دليلاً في الموضوعات الشرعية إلا مع إمضاء الشرع

کسی چیز کی غالب حیثیت شرعی طور پر اسی وقت حجت ہو گی جب شرعاً اس کا اعتبار ہو۔

مثال: اگر بازار میں زیادہ تر گوشت حرام ہو تو محض غالب گمان سے کسی گوشت کو حلال نہیں کہا جا سکتا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی اجتہاد اور سیرت عقلاء سے اخذ ہوتا ہے، مگر شرعاً "ید" یا "سوق المسلمين" جیسے استثنائی موارد میں ہی غلبہ معتبر ہوتا ہے۔

شرعی حجیت کی شرط امامیہ فقہ میں امضاءِ شرع کے تابع ہے، جیسا کہ "حجّية السوق" وغیرہ۔

302. قاعدہ عدم جريان الاستصحاب في الشبهات الموضوعية في حق الغير

استصحاب دوسرے کے حق میں جاری نہیں ہوتا اگر موضوع اس کے لیے مشتبہ ہو۔

مثال: کسی چیز کی ملکیت میں اگر شک ہو اور دوسرے کو اس کا سابق حال معلوم نہ ہو تو وہ استصحاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصول فقہ میں استصحاب کے شرائط کے تحت آتا ہے، خصوصاً موضوع کی شخصی معرفت ضروری ہے۔

اصولی اجتہاد میں بیان ہوا ہے کہ استصحاب صرف اس پر حجت ہے جس کے لیے موضوع واضح ہو۔

303. قاعدہ حمل المطلق علی المقید فی وحدۃ الحکم و الموضوع

اگر ایک حکم مطلق ہو اور دوسرا مقید، اور دونوں کا موضوع اور حکم ایک ہو تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

مثال: اگر ایک حدیث میں کہا گیا ہو کہ نماز میں قرآن پڑھو (مطلق) اور دوسری میں ہو کہ بلند آواز سے پڑھو صرف مغرب میں (مقید)، تو عمومی حکم کو مغرب کے ساتھ خاص کیا جائے گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی قواعد میں سے ہے، اور قواعد اصولیہ و عملیہ میں "تقیید المطلق" کی بحث میں شامل ہے۔

شیعہ اصولیین مطلق اور مقید کے اجتماع پر حکمِ تقیید کو مقدم کرتے ہیں جب وحدتِ حکم و موضوع ہو۔

304. قاعدہ صدق العنوان لا یوجب الحکم

کسی چیز پر کوئی عنوان صادق آنا خود بخود اس پر حکم کا اطلاق لازم نہیں کرتا جب تک دوسری شرائط نہ ہوں۔

مثال: اگر کسی غریب پر "فقیر" کا اطلاق ہوتا ہو لیکن وہ سست اور نافرمان ہو تو زکات دینا لازم نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولی اجتہاد اور فقہی استقراء کا نتیجہ ہے کہ عنوان کا صدق کافی نہیں، حکم کی تمام شروط کا پایا جانا ضروری ہے۔

روایات میں بھی "اہل زکاۃ" اور "مستحق" جیسے قیدات سے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے۔

305. قاعدہ من تعین علیہ الواجب عیناً لا یجوز لہ الاشتغال بغیرہ حتی مع الرجاء

جس پر کوئی واجب معین ہو، اس کے لیے کسی غیر واجب پر عمل کرنا جائز نہیں، اگرچہ اس میں ثواب کی امید ہو۔

مثال: اگر وقت تنگ ہو اور نماز واجب ہو تو مستحب دعا پڑھنا جائز نہیں۔

مصدر:

یہ قاعدہ عقلِ عملی اور اصولی قاعدے "تقدیم الأهم علی المهم" سے حاصل ہوتا ہے۔

شیعہ فقہ میں اصولِ تزاحم کے تحت "تعیّن" والے واجب کو ہر حال میں مقدم مانا گیا ہے۔

306. قاعدہ تردد فی متضادین یوجب التوقف

اگر دو باتوں میں تضاد ہو اور کوئی قرینہ نہ ہو تو توقف کرنا واجب ہے۔

مثال: اگر دو حدیثیں ہیں، ایک کہتی ہے "سود حلال" اور دوسری "سود حرام"، اور دونوں میں کوئی قرینہ نہیں، تو عمل روکنا واجب ہے جب تک حل نہ ہو۔

مصدر:

اصولی قواعد میں سے ہے جو اصولِ اجتہاد اور اخبارِ متعارضہ کی بحث سے اخذ کیا گیا ہے۔
یہ قاعدہ "الاحتیاط فی موردالتوقف" پر مبنی ہے۔

307. قاعدہ الشرط المتأخر باطل فی العقود

کسی عقد میں بعد میں آنے والی شرط قابل قبول نہیں ہوتی۔
مثال: اگر نکاح میں کہا جائے کہ میں تم سے نکاح کرتا ہوں بشرطیکہ تم اگلے مہینے گھر خالی کروگے، تو یہ شرط فاسد ہے۔

مصدر:

یہ قاعدہ فقہی اصولوں میں سے ہے، جو سنت معصومؑ (قول و تقریر) سے اخذ کیا گیا ہے۔
اکثر فقہاء شرطِ مؤخر کو شرطِ فاسد قرار دیتے ہیں، جو عقد کو باطل کر سکتی ہے۔

308. قاعدہ الأصل فی العقود اللزوم

اصل یہ ہے کہ جب کوئی عقد (معاہدہ) مکمل ہو جائے تو وہ لازم ہوتا ہے جب تک کوئی خاص دلیل فسخ کی نہ ہو۔
مثال: بیع مکمل ہونے کے بعد ایک طرفہ فسخ نہیں کیا جاسکتا۔

مصدر:

سنت معصومؑ اور عقل دونوں اس قاعدے کے ماخذ ہیں؛ احادیث میں ہے: "المؤمنون عند شروطهم"۔
اصولی اجتہاد اور سیرت عقلاء بھی عقود کے لزوم کو لازمی قرار دیتے ہیں۔

309. قاعدہ لا حرج في تعدد أسباب الضمان

ایک ہی چیز پر کئی اسبابِ ضمان آسکتے ہیں اور سب کا اثر باقی رہے گا۔

مثال: کسی نے نادانستہ طور پر بھی کسی کا مال توڑا اور خلاف قانون بھی کیا، تو دونوں بنیادوں پر ضمان واجب ہو گا۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولِ فقہ اور قاعدہ "من أتلف مال غيره" سے مستنبط ہے۔

عقل اور اجماع دونوں متعدد اسبابِ ضمان کو مانتے ہیں بشرطیکہ ہر سبب کی صلاحیت مستقل ہو۔

310. قاعدہ اجتماع الأمر و النهي يدل على فساد العبادة عند وحدة الجهة

اگر کسی فعل میں امر و نہی دونوں ہوں اور دونوں کی جہت ایک ہو تو وہ فعل فاسد ہو گا۔

مثال: اگر کوئی شخص غصبی زمین پر نماز پڑھے تو چونکہ نماز واجب ہے اور غصب حرام، اور دونوں ایک ہی جہت پر آتے ہیں، تو نماز باطل ہو گی۔

مصدر:

یہ قاعدہ اصولیین کی تفصیلی بحث ہے، خصوصاً محقق نائینی اور آیت اللہ خوئی کے اصولی مباحث میں۔

یہ اصول عقل، اجماع اور اصولی قواعد سے ماخوذ ہے جب "وحدة الجهة" ثابت ہو۔